
صحرا
میں کھلا
ایک پھول
سجیل حیدر

# فہرستِ عنوانات

# صحرا

جہاں انسان محبت سے پہلے تھا۔

ایک وقت تھا جب میں سمجھتا تھا کہ خالی پن شاید سکون ہی کا دوسرا نام ہے۔میں خاموشی سے اتنا مانوس ہو چکا تھا کہ اب اسے تنہائی نہیں سمجھتا تھا۔وہ بس میرے جہان کے ہونے کی ایک عام سی آواز بن چکی تھی۔میرے دن مجھ سے زیادہ کچھ نہیں مانگتے تھے۔

صبح آتی۔

شام گزر جاتی۔

لوگ آتے اور چلے جاتے۔

اور میں ان دونوں کے درمیان کہیں موجود رہتا—دنیا میں ہوتے ہوئے بھی عجیب طرح سے دنیا سے دور۔جہاں ہنسنا ضروری ہوتا، میں ہنس دیتا۔جہاں بات کرنا ضروری ہوتا، میں بات کر لیتا۔میں لوگوں کو ان کے خوابوں کے بارے میں بتاتے سنتا۔

ان کے خوف۔

ان کی محبتیں۔

ان کے بچھڑنے کی کہانیاں۔

کبھی میں سوچتا کہ ان کے دلوں میں اتنی کہانیاں کیسے ہیں جبکہ میرا دل جیسے بالکل ساکت ہو چکا تھا۔

لیکن میں نے کبھی کسی سے نہیں پوچھا۔کچھ سوال پوچھنا مشکل ہوتا ہے جب انسان کو پہلے ہی اس کے جواب کا اندازہ ہو۔شاید میں بہت پہلے اکیلے رہنے کا عادی ہو چکا تھا، اس سے پہلے کہ مجھے یہ سمجھ آتی کہ تنہائی آخر ہوتی کیا ہے۔میں نے لوگوں سے یہ توقع نہ رکھنا سیکھ لیا تھا کہ وہ ہمیشہ رہیں گے۔

میں نے سیکھ لیا تھا کہ وعدے کرتے وقت سچے ہو سکتے ہیں، مگر یاد کیے جانے کے وقت بے معنی بھی ہو سکتے ہیں۔

میں نے سیکھ لیا تھا کہ لوگ ہماری زندگی میں محبت کے ساتھ داخل ہو سکتے ہیں اور خاموشی کے ساتھ نکل

سکتے ہیں۔ اس لیے میں نے توقعات بنانا چھوڑ دیا۔ ایسا کرنا آسان تھا۔ اگر تم کسی چیز کی توقع ہی نہ رکھو تو مایوسی کے پاس تم سے چھیننے کے لیے بہت کم رہ جاتا ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ یہی مضبوطی ہے۔ کئی سال بعد مجھے سمجھ آیا کہ کبھی کبھی جس چیز کو ہم مضبوطی کہتے ہیں، وہ صرف ایک ایسا زخم ہوتا ہے جس نے خاموش رہنا سیکھ لیا ہو۔ لیکن اُس وقت مجھے یہ معلوم نہیں تھا۔ میں صرف اتنا جانتا تھا کہ میرے اندر ایک صحرا موجود ہے۔
وہ ریت سے نہیں بنا تھا۔ وہ ان باتوں سے بنا تھا جو میں نے کہنا چھوڑ دی تھیں۔ ان سوالوں سے جنہیں میں نے پوچھنا چھوڑ دیا تھا۔ ان احساسات سے جنہیں میں چھپانا سیکھ گیا تھا۔ ان خوابوں سے جن پر میرا یقین آہستہ آہستہ ختم ہو گیا تھا۔ وہ صحرا ہر روز تکلیف نہیں دیتا تھا۔ اور شاید یہی اس کی سب سے عجیب بات تھی۔
درد جب شور مچائے تو خوفناک لگتا ہے۔ لیکن خالی پن اس وقت زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے جب وہ معمول بن جائے۔ جب ایک صبح تم آنکھ کھولو اور محسوس کرو کہ اب تمہیں کسی چیز کی کمی محسوس ہی نہیں ہوتی۔ جب تم کسی کا انتظار کرنا چھوڑ دو۔ جب تم دروازے کی طرف دیکھنا چھوڑ دو۔ جب تم یہ سوچنا بھی چھوڑ دو کہ شاید کوئی تمہاری زندگی میں آنے والا ہے۔ تب صحرا مکمل ہو جاتا ہے۔ اور میرا صحرا مکمل ہو چکا تھا۔ مُیں نے اسے ایک دن میں نہیں بنایا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ وجود میں آیا تھا—ایسی چھوٹی مایوسیوں سے جنہیں الگ الگ یاد کرنا بھی مشکل تھا، ایسی خاموشیوں سے جو جتنی دیر رہنی چاہییں تھیں اس سے زیادہ رہیں، اور ایسے لوگوں سے جنہوں نے مجھے سکھایا کہ کسی سے وابستہ ہونا کبھی کبھی درد کا دوسرا نام بھی بن جاتا ہے۔ ہر تجربہ مجھ سے کچھ نہ کچھ لے گیا۔ اتنا نہیں کہ مجھے توڑ دیتا۔ صرف اتنا کہ میں محتاط ہو جاتا۔ آخر کار میں ہر چیز کے معاملے میں محتاط ہو گیا۔

اپنے الفاظ کے ساتھ۔

اپنے اعتماد کے ساتھ۔

اپنے دل کے ساتھ۔

خاص طور پر اپنے دل کے ساتھ۔

مجھے محبت سے نفرت نہیں تھی۔

اور شاید یہی بات اسے زیادہ پیچیدہ بناتی تھی۔

میں صرف یہ نہیں سمجھتا تھا کہ محبت میرے حصے میں بھی آ سکتی ہے۔

محبت مجھے ہمیشہ دوسروں کے ساتھ ہونے والی چیز لگتی تھی۔
ان لوگوں کے ساتھ جو خوش قسمت ہوتے ہیں۔
ان لوگوں کے ساتھ جنہیں کسی نے ڈھونڈ لیا ہو۔
ان لوگوں کے ساتھ جن کی کہانی عین اُس وقت شروع ہوتی ہے جب صحیح انسان صحیح لمحے میں ان کی زندگی میں آ جاتا ہے۔میں ایسے لمحوں پر یقین کرنا چھوڑ چکا تھا۔مجھے لگتا تھا کہ زندگی زیادہ تر اتفاقات کا نام ہے۔
لوگ راستے میں ملتے ہیں۔
کچھ رک جاتے ہیں۔
کچھ غائب ہو جاتے ہیں۔
اور آخرکار سب ایک یاد بن جاتے ہیں۔
اس لیے میں نے ہر ملاقات میں کوئی معنی تلاش کرنا چھوڑ دیا۔میں نے یہ سوچنا چھوڑ دیا کہ شاید کوئی میری زندگی میں کسی وجہ سے آیا ہے۔شاید یہ ہار ماننے کی سب سے خاموش شکل تھی:امید کو ایک دم چھوڑ دینا نہیں، بلکہ آہستہ آہستہ یہ بھول جانا کہ کبھی امید بھی تھی۔

اور پھر بھی،
اس تمام بے نیازی کے نیچے کچھ باقی تھا۔میرے اندر کا ایک بہت چھوٹا سا حصہ اب بھی یقین کرنا چاہتا تھا۔
مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔
شاید ساتھ۔
شاید سمجھا جانا۔
شاید صرف کوئی ایسا شخص جو میری خاموشی کے پاس بیٹھ سکے، اسے ختم کرنے کی کوشش کیے بغیر۔
لیکن میں نے اس خواہش کو عام زندگی کے نیچے دفن کر دیا تھا۔
کام۔
ذمہ داریاں۔
کتابیں۔

لمبی شامیں۔
ادھورے خیالات۔
اور وہ راتیں جب دنیا اتنی خاموش ہو جاتی کہ میرے سوال دوبارہ لوٹ آتے۔

**وہ راتیں مختلف ہوتی تھیں۔**
جب میرے اردگرد ہر چیز خاموش ہو جاتی، تو مجھے اپنے اندر کا صحرا سنائی دیتا۔
وہ بغیر الفاظ کے سرگوشی کرتا۔
"کیا بس یہی سب کچھ ہے؟"
میں کبھی جواب نہیں دیتا تھا۔
شاید مجھے خوف تھا کہ اگر میں نے جواب دے دیا تو مجھے کچھ بدلنا پڑے گا۔ اور تبدیلی کے لیے ہمت چاہیے۔
ایک مانوس جگہ میں ناخوش رہنا، ایک نامعلوم جگہ میں غیر یقینی کے ساتھ خوش ہونے کی کوشش سے زیادہ آسان ہوتا ہے۔
اس لیے میں وہیں رہا۔ اپنے اندر۔ انہی دیواروں کے اندر۔ اسی خاموشی میں۔
اسی احتیاط سے بنائے گئے فاصلے کے اندر۔

میں سمجھتا تھا کہ میں اپنے دل کی حفاظت کر رہا ہوں۔ مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ میں اسے کچھ نیا محسوس کرنے سے بھی روک رہا ہوں۔

پھر ایک عام سا دن آیا۔ اور کچھ ہوا۔ کوئی ڈرامائی واقعہ نہیں۔
نہ آسمان گرجا۔
نہ کوئی اچانک معجزہ ہوا۔
نہ آسمان سے کوئی نشانی اتری۔
**صرف ایک لمحہ۔**

اتنا عام سا لمحہ کہ اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا کہ یہ آگے چل کر کیا بننے والا ہے تو شاید میں اسے زیادہ غور سے دیکھتا۔

لیکن زندگی اپنے اہم لمحوں کا اعلان نہیں کرتی۔بڑی تبدیلیاں اکثر خاموشی سے داخل ہوتی ہیں۔وہ زور سے دروازہ نہیں کھٹکھٹاتیں۔بس سامنے آجاتی ہیں۔

اور کبھی کبھی،
ایک اجنبی خالی ہاتھ تمہاری زندگی میں داخل ہوتا ہے—لیکن جاتے جاتے تمہیں ایک ایسی دنیا دے جاتا ہے جس کی ضرورت کا تمہیں پہلے کبھی اندازہ ہی نہیں تھا۔

مجھے اُس وقت یہ معلوم نہیں تھا۔
مجھے معلوم نہیں تھا کہ میرا صحرا بارش کا احساس دوبارہ یاد کرنے والا ہے۔مجھے معلوم نہیں تھا کہ جس خاموشی کی میں نے اتنے عرصے حفاظت کی تھی، وہ اب کسی اور آواز کو سننے والی ہے۔مجھے معلوم نہیں تھا کہ میرے سامنے کہیں ایک ایسا شخص موجود ہے جس کی موجودگی مجھے محبت کے بارے میں اپنی تمام سوچ پر دوبارہ غور کرنے پر مجبور کر دے گی۔

اُس وقت،
میں اب بھی ایک خالی آسمان کے نیچے تنہا کھڑا انسان تھا۔میں اب بھی سمجھتا تھا کہ صحرا ہی میری تقدیر ہے۔
میں اب بھی سمجھتا تھا کہ یہاں کوئی خوبصورت چیز نہیں اُگ سکتی۔اور شاید یہی وہ سب سے بڑی بات تھی جسے میں نہیں سمجھتا تھا: صحرا ہمیشہ وہ جگہ نہیں ہوتا جہاں کچھ بھی نہیں اُگتا۔
کبھی کبھی،
وہ صرف اپنی پہلی بوندِ باراں کا انتظار کر رہا ہوتا ہے

# اجنبی

ایک ایسے شخص کا آنا، جب زندگی نے کسی کے آنے کی توقع چھوڑ دی تھی۔مجھے معلوم نہیں تھا کہ کچھ لوگ ہماری زندگی میں داخل ہوتے وقت یہ اعلان نہیں کرتے کہ وہ آگے چل کر کیا بننے والے ہیں۔

وہ اجنبی بن کر آتے ہیں۔

بس اجنبی۔

نہ کوئی انتباہ۔

نہ کوئی وضاحت۔

نہ کوئی ایسا وعدہ کہ وہ ہماری زندگی میں اہم بنیں گے۔

اور پھر بھی کبھی کبھی،

ایک اجنبی اپنے ساتھ ایسی کہانی کا آغاز لے کر آتا ہے جو ہماری پوری زندگی بدل دیتی ہے۔تم میرے لیے ایک اجنبی تھے۔شروع میں بس اتنا ہی تھا۔ہزاروں چہروں کے درمیان ایک چہرہ۔ایک ایسی موجودگی جو میری بنائی ہوئی زندگی کی حدود سے کہیں باہر تھی۔

مجھے تمہاری کہانی معلوم نہیں تھی۔

تمہارے خوف معلوم نہیں تھے۔

مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ تمہیں کن چیزوں پر ہنسی آتی ہے۔یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ راتوں کو کون سی باتیں تمہیں جگائے رکھتی ہیں۔مجھے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ جب کوئی تمہیں نہیں دیکھ رہا ہوتا تو تم کس طرح کے انسان ہوتے ہو۔مجھے کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔

اور شاید یہی اس آغاز کو خوبصورت بناتا تھا۔

ہمارے درمیان کوئی ماضی نہیں تھا۔

کوئی توقع نہیں۔

کوئی وعدہ نہیں۔

صرف دو الگ زندگیاں تھیں جو کسی ان دیکھی لکیر پر آکر ایک دوسرے سے مل گئی تھیں۔مجھے یاد ہے کہ میں تمہارے بارے میں سوچنے لگا تھا۔

اس لیے نہیں کہ میں تم سے محبت کرنے لگا تھا۔میں نہیں کرتا تھا۔

ابھی نہیں۔یہ اس سے کہیں چھوٹی چیز تھی۔

تجسس۔

ایک خاموش سی خواہش کہ اس چہرے کے پیچھے موجود انسان کو جانوں۔کبھی کبھی دل محبت کے آغاز کو پہچان نہیں پاتا۔وہ صرف اتنا محسوس کرتا ہے کہ کوئی چیز اس کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔شاید کہانیاں اسی طرح شروع ہوتی ہیں۔

یقین سے نہیں۔

تجسس سے۔

میں چھوٹی چھوٹی چیزیں محسوس کرنے لگا۔تم بات کس انداز میں کرتے ہو۔الفاظ کے درمیان کتنی دیر خاموش رہتے ہو۔تمہارے چہرے پر وہ تاثرات جو شاید تم خود بھی محسوس نہیں کرتے تھے۔وہ چھوٹی چھوٹی چیزیں جنہیں شاید زیادہ تر لوگ کبھی یاد بھی نہ رکھتے۔میں انہیں یاد رکھتا تھا۔مجھے معلوم نہیں تھا کہ کیوں۔شاید دل کچھ چیزوں کو دماغ سے پہلے محسوس کر لیتا ہے۔

تم اب بھی ایک اجنبی تھے۔

لیکن کسی عجیب طریقے سے،

یہ بات عجیب تھی۔

آخر کوئی ایسا شخص مانوس کیسے محسوس ہونے لگتا ہے جسے ہم بمشکل جانتے ہوں؟جو شخص کل ہماری زندگی میں موجود نہیں تھا، وہ آج ہمارے خیالات میں جگہ کیسے بنا لیتا ہے؟

کچھ ہوا نہیں تھا۔
اور پھر بھی،
کچھ شروع ہو چکا تھا۔

یہ محبت نہیں تھی۔
میں اسے محبت نہیں کہوں گا۔
یہ صرف ایک خلل تھا۔
تم نے میرے خیالات کے معمول میں خلل ڈال دیا تھا۔ ایک طویل عرصے کے بعد پہلی بار کسی چیز نے مجھے کل کے بارے میں سوچنے پر مجبور کیا تھا۔ میں سوچنے لگا تھا کہ کیا میں تمہیں دوبارہ دیکھوں گا۔ یہ سوال بہت چھوٹا تھا۔

تقریباً بے معنی۔
لیکن ایک طویل عرصے کے بعد یہ پہلا سوال تھا جس کے اندر امید چھپی ہوئی تھی۔ اور میں شروع میں امید کو پہچان ہی نہیں سکا۔ میں بھول چکا تھا کہ امید محسوس کیسی ہوتی ہے۔ مجھے صرف اتنا معلوم تھا کہ میرے عام دنوں میں ایک غیر معمولی خیال شامل ہو گیا تھا:
"شاید کل۔"

شاید میں تمہیں دیکھوں۔
شاید ہماری بات ہو۔
شاید میں تمہارے بارے میں کچھ جان سکوں۔
شاید کچھ بھی نہ ہو۔

آخری امکان ہی وہ تھا جس کی مجھے سب سے زیادہ توقع تھی۔ آخر لوگ ہر روز ایک دوسرے کے راستے سے گزرتے ہیں۔ زیادہ تر ملاقاتیں جتنی جلدی آتی ہیں، اتنی ہی جلدی ختم ہو جاتی ہیں۔ پھر یہ ملاقات مختلف کیوں ہوتی؟ میرے پاس اس کے مختلف ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ اس لیے میں نے خود کو سمجھایا کہ اس کے

بارے میں زیادہ نہیں سوچنا چاہیے۔ لیکن ذہن کا ان چیزوں کے ساتھ ایک عجیب تعلق ہوتا ہے جن کے بارے میں ہم اسے سوچنے سے منع کرتے ہیں۔ جتنا میں اس خیال کو دور کرنے کی کوشش کرتا،
اتنا ہی وہ واپس آتا۔

اور آہستہ آہستہ،
بغیر میرے محسوس کیے،
تم ان جگہوں پر ظاہر ہونے لگے جہاں تم حقیقت میں موجود بھی نہیں تھے۔
میرے خیالات میں۔
گزرتے ہوئے لمحوں میں۔
ان سوالوں میں جو میں نے کبھی بلند آواز میں نہیں پوچھے۔ میں کوئی چیز دیکھتا اور سوچتا کہ شاید تمہیں پسند آئے گی۔ کچھ سنتا اور سوچتا کہ تم اس پر کیا کہتے۔ کوئی خوبصورت چیز نظر آتی اور دل چاہتا کہ شاید تمہیں اس کے بارے میں بتاؤں۔

یہ عجیب تھا۔
کیونکہ تم اب بھی ایک اجنبی تھے۔ اور پھر بھی میں نے اپنے ذہن کے اندر تمہارے لیے ایک چھوٹی سی جگہ بنا لی تھی۔

دل میں نہیں۔
ابھی نہیں۔
دل اب بھی اپنی دیواروں کے پیچھے تھا۔ لیکن ذہن نے ایک کھڑکی ضرور کھول دی تھی۔
اور کبھی کبھی، کسی اجنبی کے لیے ایک کھڑکی ہی کافی ہوتی ہے۔ میں نے محسوس کرنا شروع کیا کہ تمہاری موجودگی نے ایک غیر متوقع کام کیا تھا۔ اس نے صحرا کو تھوڑا سا مختلف بنا دیا تھا۔
وہی راستے۔
وہی آسمان۔

وہی شامیں۔
لیکن اب وہ بالکل ایک جیسی محسوس نہیں ہوتی تھیں۔اب ان میں ایک ملاقات کا امکان موجود تھا۔

اور امکان ایک خطرناک چیز ہے۔کیونکہ ایک بار تمہیں اس کا احساس ہو جائے، پھر تم یہ دکھاوا نہیں کر سکتے کہ کچھ بھی ممکن نہیں۔امید خاموشی سے پیدا ہوتی ہے۔وہ ہمیشہ خوشی بن کر نہیں آتی۔کبھی کبھی وہ صرف ایک سوال بن کر آتی ہے:
"اگر؟"

اگر میں تمہیں دوبارہ دیکھوں؟
اگر ہماری بات ہو؟
اگر یہ شخص میرے لیے اہم بن جائے؟
اگر یہ سب کچھ بے معنی نکلا؟

میں نے خود سے یہ تمام سوال پوچھے۔
اور ہر جواب غیر یقینی تھا۔
لیکن اب غیر یقینی مجھے اتنا خوفزدہ نہیں کرتی تھی جتنا پہلے کرتی تھی۔
شاید اس لیے کہ پہلی بار،
غیر یقینی کے اندر بھی کوئی خوبصورت چیز موجود تھی۔

تم نے مجھ سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔
تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم رہو گے۔
تم نے یہ بھی نہیں کہا تھا کہ میں تمہارے لیے اہم بنوں گا۔
اور پھر بھی،
تمہارا وجود میرے لیے اہم ہونے لگا تھا۔

اس نے مجھے انسان کے بارے میں ایک بات سکھائی۔ ہمیں وابستہ ہونے کے لیے ہمیشہ یقین کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کبھی کبھی صرف امکان کافی ہوتا ہے۔ کوئی انسان قریب آنے سے پہلے ہی اہم ہو سکتا ہے۔ ایک یاد واقعہ ختم ہونے سے پہلے ہی بننا شروع ہو سکتی ہے۔

اور محبت—

شاید محبت اس وقت شروع ہو جاتی ہے جب ہم اسے محبت کہنے کی ہمت بھی نہیں رکھتے۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کہاں جا رہا تھا۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ کہیں جا بھی رہا ہے یا نہیں۔ لیکن میں نے دوبارہ افق کی طرف دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ اس لیے نہیں کہ مجھے معلوم تھا کہ بارش آنے والی ہے۔ صرف اس لیے کہ پہلی بار، میرے پاس دیکھنے کی ایک وجہ تھی۔ اور میرے لیے اتنا ہی کافی تھا۔

صحرا نہیں بدلا تھا۔
لیکن میں بدل گیا تھا۔
صرف تھوڑا سا۔
صرف اتنا کہ مجھے محسوس ہونے لگا کہ افق اب مکمل طور پر خالی نہیں رہا۔

وہاں کوئی تھا۔
ایک اجنبی۔
تم۔

اور مجھے اب بھی بالکل معلوم نہیں تھا کہ تم آگے چل کر کیا بنو گے۔
شاید کچھ بھی نہیں۔
شاید ایک یاد۔
شاید ایک باب۔
شاید وہ شخص جو مجھے یہ سکھانے والا تھا کہ میرے دل کے اندر کا صحرا حقیقت میں کبھی مکمل صحرا بنا ہی نہیں

تھا۔
شاید تم صرف میری زندگی سے گزر کر چلے جاؤ۔ مجھے معلوم نہیں تھا۔

لیکن آغاز کی خوبصورتی یہی ہوتی ہے۔
وہ کبھی نہیں بتاتا کہ وہ کیا بننے والا ہے۔
وہ صرف تم سے کہتا ہے کہ چلتے رہو۔

تو میں چلتا رہا۔
ایک ایسی کہانی کی طرف جسے میں دیکھ نہیں سکتا تھا۔
ایک ایسے شخص کی طرف جسے میں ابھی سمجھتا نہیں تھا۔
ایک ایسے احساس کی طرف جس کا ابھی کوئی نام نہیں تھا۔

اور ایک عام دن سے دوسرے عام دن کے درمیان کہیں،
وہ اجنبی ایک ایسا شخص بن گیا جسے دیکھنے کا میں انتظار کرنے لگا۔

مجھے اُس وقت معلوم نہیں تھا،
لیکن صحرا نے ابھی ابھی اپنا پہلا بادل دیکھ لیا تھا۔

# پہلی بوند

محبت کا پہلا احساس۔

بارش کی پہلی بوند کبھی طوفان جیسی نہیں ہوتی۔وہ خاموشی سے گرتی ہے۔تقریباً بے خبر کر دینے والی خاموشی کے ساتھ۔اور شاید محبت کا پہلا احساس بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔
وہ یقین کے ساتھ نہیں آتا۔
وہ اپنے آنے کا اعلان نہیں کرتا۔
وہ بس تمہارے اندر کسی ایسی جگہ کو چھو لیتا ہے جو بہت عرصے سے خشک پڑی ہوتی ہے۔میرے ساتھ بھی تمہاری محبت کی ابتدا کچھ ایسی ہی ہوئی۔
کسی اقرار سے نہیں۔
کسی وعدے سے نہیں۔
یہاں تک کہ اس یقین سے بھی نہیں کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔یہ صرف اس چھوٹی سی تبدیلی سے شروع ہوا کہ میں تمہیں کس طرح دیکھنے لگا تھا۔تم سے پہلے لوگ میرے لیے بس لوگ تھے۔میری نظروں کے سامنے آتے اور پھر گزر جاتے۔لیکن نہ جانے کیوں میں تمہیں تلاش کرنے لگا تھا، بغیر خود سے یہ تسلیم کیے کہ میں تمہیں تلاش کر رہا ہوں۔میں کہیں داخل ہوتا تو میری نظریں خاموشی سے تمہیں ڈھونڈتیں۔
اگر تم موجود ہوتے تو میرے اندر کچھ ہلکا سا ہو جاتا۔
اگر تم نہ ہوتے تو مجھے تمہاری غیر موجودگی محسوس ہوتی۔

یہ پہلی عجیب بات تھی۔
میں ایسے شخص کو کیسے یاد کرنے لگا تھا جو کبھی میرا تھا ہی نہیں؟میں نے خود سے یہ سوال ایک سے زیادہ بار کیا۔اور ہر بار میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

شاید دل ملکیت کو نہیں سمجھتا۔
شاید وہ صرف موجودگی اور غیر موجودگی کو سمجھتا ہے۔

تمہاری موجودگی کا اپنا ایک وزن بننے لگا تھا۔
بھاری وزن نہیں۔
کچھ نرم سا۔
کچھ ایسا جو تقریباً نظر نہیں آتا تھا۔
ایسا احساس جو کسی عام دن کا درجہ حرارت بدل دے، مگر تم اس تبدیلی کی طرف انگلی اٹھا کر نشاندہی بھی نہ کر سکو۔

میں تمہاری کہی ہوئی باتیں یاد رکھنے لگا۔ اس لیے نہیں کہ وہ ہمیشہ غیر معمولی ہوتی تھیں۔
کبھی کبھی وہ بہت معمولی باتیں ہوتی تھیں۔ لیکن ان باتوں کے ساتھ تمہاری آواز جڑی ہوئی تھی۔
اور اچانک،
عام الفاظ بھی معنی رکھنے لگے۔ یہ چیز مجھے ڈرانے لگی۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ وابستگی کیا بن سکتی ہے۔ میں نے برسوں خود کو بالکل اسی چیز سے بچایا تھا۔ اور اب میں خاموشی سے کسی کو اپنے لیے اہم ہونے دے رہا تھا۔

میں نے خود کو سمجھانے کی کوشش کی۔
میں نے کہا یہ صرف تجسس ہے۔
صرف مانوسیت ہے۔
صرف کسی نئے انسان کو جاننے کی خوشی ہے۔

لیکن دل ہمیشہ دماغ کی وضاحتوں پر یقین نہیں کرتا۔ میرے تمام دلائل کے نیچے کچھ اور بڑھ رہا تھا۔ کچھ ایسا جسے میں نام نہیں دے پا رہا تھا۔ میں گفتگو کا انتظار کرنے لگا۔ اُس لیے نہیں کہ میرے پاس ہمیشہ کوئی اہم بات ہوتی تھی۔ کبھی کبھی میرے پاس کہنے کو کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ میں صرف یہ چاہتا تھا کہ بات ختم نہ ہو۔ کسی کی موجودگی چاہنے میں ایک عجیب سی قربت ہوتی ہے، یہاں تک کہ جب خاموشی بھی کافی ہو۔

میں اپنی خوشی کو محسوس کرنے لگا تھا۔
اور شاید یہی سب سے خوفناک بات تھی۔
تمہاری کہی ہوئی کسی بات پر گفتگو ختم ہونے کے کافی دیر بعد بھی میرے چہرے پر مسکراہٹ رہتی۔دن کے کسی لمحے کو یاد کرتا تو میرے سینے میں ایک ہلکی سی گرمی واپس آجاتی۔

دنیا میں کچھ نہیں بدلا تھا۔
لیکن میرے اندر کچھ بدل گیا تھا۔ صحرا کو بارش کی صرف ایک بوند ملی تھی۔
صرف ایک۔
لیکن ایک بوند بھی خشک زمین کو یہ یاد دلانے کے لیے کافی ہوتی ہے کہ بارش نام کی کوئی چیز بھی موجود ہے۔میں تمہارے بارے میں سوچنے لگا۔صرف ان چیزوں کے بارے میں نہیں جو تم مجھے دکھاتے تھے،
بلکہ ان چیزوں کے بارے میں بھی جو تم چھپا لیتے تھے۔تمہیں کس چیز سے خوف آتا ہے؟

تمہیں کس چیز نے زخمی کیا ہے؟
جب کوئی تم سے نہیں پوچھتا تو تم کس خواب کے بارے میں سوچتے ہو؟تم اپنے اندر کس قسم کا غم خاموشی سے لیے پھرتے ہو؟

میں یہ سب جاننا چاہتا تھا۔
اور یہ صرف تجسس نہیں تھا۔
تجسس معلومات چاہتا ہے۔
محبت سمجھنا چاہتی ہے۔
میں ان دونوں کے درمیان کہیں کھڑا تھا۔

میں اب بھی اسے محبت نہیں کہتا تھا۔شاید میں اس احساس کو نام دینے سے ڈرتا تھا۔نام چیزوں کو حقیقت بنا دیتے ہیں۔اور جب کوئی چیز حقیقت بن جائے تو اس کے کھو جانے کا امکان بھی پیدا ہو جاتا ہے۔اس لیے میں نے اس احساس کو بے نام رہنے دیا۔میں نے اسے بغیر کسی تعریف کے موجود رہنے دیا۔شاید یہ اسے محفوظ رکھنے

کا میرا طریقہ تھا۔

یا شاید،
خود کو محفوظ رکھنے کا۔

پھر ایک دن مجھے احساس ہوا کہ میں اپنے دنوں کا موازنہ تمہارے ساتھ گزرنے والے دنوں اور تمہارے بغیر گزرنے والے دنوں سے کرنے لگا تھا۔
جس دن تم سے بات ہوتی، وہ مختلف محسوس ہوتا۔جس دن بات نہ ہوتی، وہ ادھورا لگتا۔

خالی نہیں۔
صرف ادھورا۔یہ فرق اہم تھا۔
کیونکہ میرے اندر کا صحرا ختم نہیں ہوا تھا۔لیکن پہلی بار،
اس کے اندر کچھ اُگنے لگا تھا۔میں سمجھنے لگا کہ لوگ محبت کو دیوانگی کیوں کہتے ہیں۔

کیونکہ محبت ہمیشہ حالات نہیں بدلتی۔کبھی کبھی وہ صرف حالات کو دیکھنے کا تمہارا انداز بدل دیتی ہے۔

وہی شام مختلف محسوس ہو سکتی ہے۔
وہی راستہ خوبصورت لگ سکتا ہے۔
وہی آسمان اچانک دیکھنے کے قابل محسوس ہونے لگتا ہے۔

دنیا اس لیے نہیں بدلتی کہ دنیا بدل گئی ہے۔بلکہ اس لیے کہ کسی نے تمہاری دنیا کو دیکھنے کا انداز بدل دیا ہے۔تم میرے لیے وہ تبدیلی بنتے جا رہے تھے۔اور میں ایک خوفناک حقیقت سمجھنے لگا تھا:میں کسی ایسی چیز کو بھی کھو سکتا ہوں جو باضابطہ طور پر کبھی میری تھی ہی نہیں۔

یہ پہلی بوند کے ساتھ آنے والا پہلا سایہ تھا۔
خوف۔

لیکن خوف کے بڑا ہونے سے پہلے، ایک خوبصورت چیز موجود تھی۔
حیرت۔

وہ خاموش خوشی کہ میرا دل اتنا مردہ نہیں تھا جتنا میں سمجھتا رہا تھا۔ وہ صرف انتظار کر رہا تھا۔ کسی ایسی چیز کا جس پر وہ بھروسہ کر سکے۔ کسی وجہ کا جس کے سامنے وہ کھل سکے۔
ایک بوند کا۔

اور شاید تم وہ پہلی بوند تھے۔
پوری بارش نہیں۔
ابھی نہیں۔
صرف نرمی کا ایک چھوٹا سا لمحہ جو ایک ایسے دل پر گرا تھا جو نرمی کا احساس تقریباً بھول چکا تھا۔

مجھے یاد ہے میں نے سوچا تھا:
"شاید کسی کی پرواہ شروع کرنے کا مطلب یہی ہوتا ہے۔"

اس کی ضرورت محسوس کرنا نہیں۔ اسے اپنا سمجھنا نہیں۔ بس اس کی پرواہ کرنا۔ اس کی خوشی کا تمہارے لیے اہم ہو جانا۔ اس کا غم تمہیں فکر میں مبتلا کرنے لگنا۔ اس کی خاموشی تمہیں سوچنے پر مجبور کرنا۔ اس کی موجودگی کا عام لمحوں کو غیر معمولی بنا دینا۔

یہ سب میرے ساتھ ہو رہا تھا۔
آہستہ آہستہ۔
خاموشی سے۔
بغیر میری اجازت کے۔

اور شاید اسی لیے محبت کا پہلا احساس اتنا خوبصورت ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ کچھ مانگتا نہیں۔ وہ بس آ جاتا ہے۔ جیسے صحرا پر بارش کی پہلی بوند گرتی ہے۔ زمین نہیں جانتی کہ بارش کتنی دیر رہے گی۔ وہ بادلوں سے کوئی وعدہ نہیں

مانگتی۔

وہ بس اس بوند کو قبول کر لیتی ہے۔ اور ایک مختصر سے لمحے کے لیے،
صحرا کو یاد آجاتا ہے کہ امید کیا ہوتی ہے۔

# پھول

دل میں پہلی تبدیلی۔

بارش کی بوند زمین کو چھوتے ہی پھول نہیں بن جاتا۔ سب سے پہلے مٹی بدلتی ہے۔ زمین کے اندر چھپی ہوئی کوئی چیز نرم ہونا شروع ہوتی ہے۔ سطح کے نیچے سویا ہوا ایک بیج آہستہ آہستہ یاد کرنے لگتا ہے کہ اسے کس مقصد کے لیے بنایا گیا تھا۔

اور پھر،
کچھ زمین سے باہر آتا ہے۔

میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔
احساس کی پہلی بوند میری زندگی میں خاموشی سے گری تھی، لیکن میں ایک ہی رات میں کوئی دوسرا انسان نہیں بن گیا تھا۔ میں صرف ان جگہوں پر بدلنے لگا تھا جہاں مجھے خود بھی کوئی اور نظر نہیں آسکتا تھا۔

میں نرم ہونے لگا تھا۔
کمزور نہیں۔
دونوں میں فرق ہوتا ہے۔
کمزوری کا مطلب کھڑے رہنے کی طاقت کھو دینا ہے۔ نرمی کا مطلب یہ سمجھنا ہے کہ ہر چیز کو دیوار بنا دینا ضروری نہیں۔ تم سے پہلے میں سختی کو مضبوطی سمجھتا تھا۔ مجھے لگتا تھا کہ اگر میں کسی سے توقع نہ رکھوں تو کبھی مایوس نہیں ہوں گا۔ اگر میں اپنے احساسات ظاہر نہ کروں تو کبھی زخمی نہیں ہوں گا۔ اگر میں کم پرواہ کروں گا تو میرے پاس کھونے کے لیے بھی کم ہوگا۔ زندگی گزارنے کا یہ طریقہ بظاہر منطقی تھا۔ لیکن یہ تنہا بھی تھا۔

پھر تم آئے،
اور آہستہ آہستہ میری پرانی منطق میرے لیے بے معنی ہونے لگی۔ میں دوبارہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کی پرواہ کرنے لگا۔ وہ چیزیں جنہیں میں کبھی بے معنی سمجھتا تھا۔

ایک گفتگو۔
ایک مسکراہٹ۔
ایک مانوس آواز۔
ایک صحیح وقت پر آنے والا پیغام۔
کچھ منٹ کی بات چیت، جب باقی پورا دن بے حد طویل محسوس ہو رہا ہو۔

یہ سب بہت چھوٹی چیزیں تھیں۔
لیکن نہ جانے کیوں،
وہ قیمتی ہو گئی تھیں۔

میں نے جانا کہ خوشی ہمیشہ بڑی بڑی چیزوں کے ذریعے دل میں داخل نہیں ہوتی۔ کبھی کبھی وہ ایک بہت چھوٹے دروازے سے اندر آتی ہے۔

**اسکرین پر کسی کا نام ظاہر ہونا۔**
بہت سی آوازوں کے درمیان کسی ایک آواز کو پہچان لینا۔ گھنٹوں بعد بھی کسی کے کہے ہوئے ایک جملے کا یاد رہ جانا۔ کوئی ایسا خیال جو تمہیں مسکرانے پر مجبور کر دے، اور کسی کو معلوم بھی نہ ہو کہ تم کیوں مسکرا رہے ہو۔

تم میرے لیے ایسے ہی ایک چھوٹے دروازے بن گئے تھے۔
اور تمہارے ذریعے،
میرے اندر اُن جگہوں پر روشنی داخل ہونے لگی تھی جو برسوں سے بند تھیں۔

میں نے کسی کو کچھ نہیں بتایا۔ شاید اس لیے کہ میں خود بھی ابھی اسے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس تبدیلی میں ایک نازکی تھی۔
مجھے خوف تھا کہ اگر میں نے اسے الفاظ دے دیے تو شاید یہ ختم ہو جائے گی۔ اس لیے میں نے اسے خاموشی سے

اپنے اندر رکھا۔ میں خود کو بدلتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ میں زیادہ صبر کرنے لگا ہوں۔
زیادہ متجسس۔ زیادہ غور سے سننے والا۔

میں سوال کرنے لگا تھا، اس لیے نہیں کہ مجھے اپنے لیے جواب چاہیے تھے، بلکہ اس لیے کہ میں تمہیں سمجھنا چاہتا تھا۔

یہ فرق اہم تھا۔

پہلی بار کسی دوسرے انسان کی اندرونی دنیا میرے لیے دلچسپ ہو گئی تھی۔
کسی فائدے کے لیے نہیں۔
کسی ضرورت کے لیے نہیں۔
بس اس لیے کہ وہ دلچسپ تھی۔

میں جاننا چاہتا تھا کہ تمہیں کس چیز سے خوشی ملتی ہے۔ کون سی بات تمہیں مایوس کرتی ہے۔ بچپن کی کون سی یادیں تمہارے ساتھ ہیں۔ تم اپنے اندر کس قسم کے خواب لیے پھرتے ہو۔ تمہیں کیا کھونے کا خوف ہے۔ وہ کیا ہے جو تم لوگوں سے کبھی نہیں کہتے۔ میں اس انسان کو جاننا چاہتا تھا جو باقی سب لوگوں کو نظر آنے والے انسان سے آگے تھا۔

اور شاید،
**یہیں سے پھول واقعی اُگنا شروع ہوا تھا۔**

کیونکہ محبت اس وقت شروع نہیں ہوتی جب کوئی ہماری نظر میں کامل بن جائے۔ محبت شاید اس وقت شروع ہوتی ہے جب ہم اس کی خامیوں کو بھی سمجھنے میں دلچسپی لینے لگتے ہیں۔ میں نے محسوس کرنا شروع کیا کہ تم کوئی خیال یا تصور نہیں تھے۔ تم ایک انسان تھے۔ تمہارے مزاج تھے۔ تمہارے تضادات تھے۔
اچھے دن تھے۔
برے دن تھے۔

کبھی تم قریب ہوتے تھے۔
کبھی دور۔

اور عجیب بات یہ تھی کہ اس سب نے تمہیں میرے لیے کم اہم نہیں کیا۔ بلکہ تمہیں زیادہ حقیقی بنا دیا۔ میں نے بہت عرصے تک یہ سمجھا تھا کہ محبت کے لیے کامل ہونا ضروری ہے۔ لیکن شاید کامل انسان صرف تعریف پیدا کرتا ہے۔ قربت انسان کی خامیوں سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک کامل شخص صرف ایک تصور رہتا ہے۔ ایک حقیقی شخص وہ بن جاتا ہے جسے تم سمجھ سکتے ہو۔ اور میں تمہیں سمجھنا چاہتا تھا۔ اس خواہش نے مجھے بدل دیا۔

میرے اندر کا صحرا اب بھی موجود تھا۔ لیکن اب وہ مکمل طور پر خالی نہیں تھا۔ اس کے اندر کچھ ظاہر ہو چکا تھا۔

چھوٹا سا۔

نازک سا۔

دور سے تقریباً نظر نہ آنے والا۔ ایک پھول۔

ابھی پوری طرح کھلا نہیں تھا۔ ابھی اتنا مضبوط نہیں تھا کہ ہر طوفان برداشت کر سکے۔ لیکن وہ زندہ تھا۔
اور شاید اتنا ہی کافی تھا۔

میں خوبصورتی کو مختلف انداز سے دیکھنے لگا۔ پہلے خوبصورتی صرف ایسی چیز تھی جسے میں دیکھتا تھا۔ اب وہ ایسی چیز بن گئی تھی جسے میں کسی کے ساتھ بانٹنا چاہتا تھا۔ خوبصورت غروبِ آفتاب اب صرف غروبِ آفتاب نہیں رہتا تھا۔ میں سوچتا کہ تمہاری آنکھوں سے یہ کیسا دکھائی دیتا ہوگا۔

کوئی گیت اب صرف گیت نہیں رہتا تھا۔ اس میں ایک یاد بننے کا امکان شامل ہو جاتا تھا۔ خاموش شب اب صرف خاموش نہیں رہتی تھی۔ وہ ایسی جگہ بن جاتی جہاں میں تمہارے بارے میں سوچ سکتا تھا۔ تم نے میری زندگی سے کچھ نہیں لیا تھا۔ تم نے مجھے اسے محسوس کرنے کا ایک اور طریقہ دے دیا تھا۔

یہی عجیب بات تھی۔
محبت نے میرے خالی مقامات کو کسی دوسرے انسان سے نہیں بھرا تھا۔ اس نے مجھے اپنی ہی زندگی کو ایک

مختلف نظر سے دیکھنا سکھایا تھا۔ اور شاید اسی لیے کچھ لوگ ہمیں بغیر کوشش کے بدل دیتے ہیں۔ وہ ہماری دنیا دوبارہ نہیں بناتے۔ وہ صرف ہمیں یہ دکھا دیتے ہیں کہ ہماری دنیا میں ایسے رنگ بھی تھے جنہیں ہم دیکھنا چھوڑ چکے تھے۔

میں مسکرانے لگا۔ اس لیے نہیں کہ زندگی اچانک آسان ہو گئی تھی۔
ایسا نہیں ہوا تھا۔

وہی مسائل موجود تھے۔ وہی ذمہ داریاں انتظار کر رہی تھیں۔ وہی مشکل دن آ رہے تھے۔ لیکن میرے اندر کچھ نیا پیدا ہو گیا تھا۔ یہ یقین کہ عام دنوں کے اندر بھی کوئی خوبصورت چیز چھپی ہو سکتی ہے۔

یہ یقین چھوٹا تھا۔
لیکن بڑھ رہا تھا۔
ایک پھول کی طرح۔

اور پھول عجیب چیز ہوتے ہیں۔ وہ کھلنے سے پہلے صحرا سے یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ وہ باغ بن جائے۔ وہ جہاں ہوتے ہیں، وہیں کھلتے ہیں۔ انہیں جو جگہ ملتی ہے، اسی میں خوبصورتی پیدا کر دیتے ہیں۔

شاید تم بھی انجانے میں مجھے یہی سکھا رہے تھے۔ کہ زندہ محسوس کرنے کے لیے مجھے کوئی دوسرا انسان بننے کی ضرورت نہیں۔ مجھے صرف اپنے اندر کسی چیز کو بڑھنے دینے کی ضرورت ہے۔ برسوں تک میں نے اپنے دل کو بند رکھ کر اس کی حفاظت کی تھی۔ اب میں سیکھ رہا تھا کہ بند دل محفوظ تو رہ سکتا ہے، لیکن سورج کی روشنی سے بے خبر رہتا ہے۔ اور روشنی بھی خطرناک ہوتی ہے۔ وہ جلا سکتی ہے۔ وہ چھپی ہوئی چیزوں کو ظاہر کر سکتی ہے۔ وہ ان چیزوں کو سامنے لا سکتی ہے جنہیں ہم چھپانا چاہتے تھے۔

لیکن اس کے بغیر،
کچھ بھی نہیں اُگتا۔

اس لیے میں نے ہر امکان سے خود کو بچانا چھوڑ دیا۔ میں نے پرواہ کرنے کی اجازت خود کو دے دی۔ میں نے امید کرنے کی اجازت خود کو دے دی۔ میں نے یہ سوچنے کی اجازت دے دی کہ یہ احساس مجھے کہاں لے جا سکتا ہے۔

اور اسی اجازت کے اندر کہیں،
**پھول کی پہلی پنکھڑی کھل گئی۔**

مجھے اب بھی نہیں معلوم تھا کہ محبت مجھ سے کیا مانگے گی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ مجھے کتنا بدل دے گی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ ہر خوبصورت چیز اپنے ساتھ کھونے کا امکان بھی رکھتی ہے۔ مجھے صرف ایک بات معلوم تھی:

کئی برسوں کے بعد پہلی بار،
**میرے اندر کچھ زندہ تھا۔**

اور جب میں نے تم سے پہلے والے اپنے وجود کی طرف پلٹ کر دیکھا، تو مجھے ایک بات سمجھ آئی۔ صحرا ختم نہیں ہوا تھا۔ وہ صرف اتنا بدل گیا تھا کہ اب اس میں ایک پھول پروان چڑھ سکتا تھا۔

اور شاید،
یہی ہر چیز کا آغاز تھا۔

# تمہاری محبت کا پانی

جب محبت گہری ہونے لگتی ہے۔بارش کی پہلی بوند اور اُس بارش میں فرق ہوتا ہے۔ جو ٹھہر جائے
پہلی بوند زمین کو صرف یہ بتاتی ہے کہ بارش نام کی کوئی چیز موجود ہے۔ لیکن جب بارش جاری رہتی ہے،
تو زمین بدلنے لگتی ہے۔دراڑیں نرم ہونے لگتی ہیں۔ گرد کی رنگت گہری ہونے لگتی ہے۔
بیج ہوش میں آنے لگتے ہیں۔ اور زمین کی سطح کے نیچے کہیں،
زندگی حرکت کرنے لگتی ہے۔

تمہاری محبت نے میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی کیا۔ شروع میں تم صرف ایک ایسا احساس تھے جسے میں نام نہیں دے سکتا تھا۔
پھر تم ایک پھول بن گئے۔ اور آہستہ آہستہ،
ہم دونوں کو یہ معلوم ہوئے بغیر کہ یہ کب ہوا، تم وہ پانی بن گئے جو اس پھول کو زندہ رکھتا تھا۔

میں سمجھنے لگا کہ محبت ہمیشہ غیر معمولی لمحوں میں نہیں ملتی۔ کبھی کبھی وہ تکرار میں رہتی ہے۔
واپس آنے میں۔
یہ پوچھنے میں کہ:
"تمہارا دن کیسا گزرا؟"
کسی ایسی بات کو ہفتوں بعد بھی یاد رکھنے میں جس کا ذکر کسی نے معمولی انداز میں کیا ہو۔ کسی کی آواز کے بدلنے کو محسوس کرنے میں۔یہ جان لینے میں کہ سامنے والا ٹھیک ہونے کا دکھاوا کر رہا ہے۔ محبت اس وقت گہری ہونے لگتی ہے جب کسی انسان کا عام سا وجود بھی تمہارے لیے اہم ہو جائے۔
اور تم میرے لیے اسی خوبصورت معنی میں عام ہو گئے تھے۔
بور نہیں۔
بے معنی نہیں۔
تم میرے دنوں کی ترتیب کا حصہ بن گئے تھے۔ میں وقت کو مختلف انداز سے ناپنے لگا تھا۔ تم سے بات کرنے سے

پہلے کا وقت، اور تم سے بات کرنے کے بعد کا وقت۔ کبھی کوئی بات ہوتی تو دل چاہتا کہ فوراً تمہیں بتاؤں۔ اس لیے نہیں کہ وہ دنیا کے لیے اہم تھی، بلکہ اس لیے کہ میرے لیے یہ اہم ہو گیا تھا کہ تم اسے جانو۔

ایک وقت یوں سا تھا کے خود کے حالات خود کو نا بتاتے تھے ہم

فقط ایک دیدار ایسا ہوا کے دلراز بھی اب خوب بتاتے ہے تمکو

یہ میرے لیے نیا تھا۔
میں نے برسوں اپنے خیالات کو اپنے اندر رکھا تھا۔
اب میں انہیں بانٹنا چاہتا تھا۔

کوئی خیال تب زیادہ خوبصورت محسوس ہوتا جب میں سوچتا کہ اسے تمہیں سناؤں گا۔ کوئی خوبصورت لمحہ اس وقت تک مکمل نہیں لگتا تھا جب تک میں اسے کسی نہ کسی طرح تمہارے اور اپنے درمیان نہ رکھ سکوں۔ میں سمجھنے لگا کہ محبت ہمیشہ یہ نہیں کہتی: "**مجھے تمہاری ضرورت ہے۔**"

کبھی وہ صرف یہ کہتی ہے: "**کاش تم قریب ہوتے اور یہ منظر میرے ساتھ دیکھتے۔**" اس فرق نے سب کچھ بدل دیا۔ تم میری زندگی کو محسوس کرنے کے انداز کا حصہ بننے لگے تھے۔ اور عجیب بات یہ تھی کہ تمہیں کچھ غیر معمولی کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔
تم بس موجود تھے۔ بات کرتے تھے۔ اور سنتے تھے۔
ایک اور گفتگو کے لیے رک جاتے تھے۔ اور کسی طرح یہ معمولی چیزیں قیمتی بن گئی تھیں۔ شاید گہری محبت کا راز یہی ہے۔ وہ بڑے بڑے کارناموں سے نہیں بنتی۔
وہ ان بے شمار چھوٹے لمحوں سے بنتی ہے جنہیں دنیا میں کوئی اور محسوس بھی نہیں کرتا۔

ایک إحساس۔
کسی معمولی بات کو یاد رکھنا۔ ایک گفتگو کا توقع سے زیادہ دیر تک جاری رہنا۔ ایسی خاموشی جس میں بے آرامی محسوس نہ ہو۔ ایک ایسا انسان جس کی موجودگی گھر جیسی لگنے لگے۔ میں سمجھنے لگا کہ لوگ محبت کو پانی سے کیوں

تشبیہ دیتے ہیں۔پانی زمین کو زبردستی نہیں کھولتا۔ وہ آہستہ آہستہ اندر اترتا ہے۔چھوٹی سے چھوٹی دراڑ تلاش کرتا ہے۔جہاں جگہ ملے وہاں سفر کرتا ہے۔
اور آخرکار، **زمین بدل جاتی ہے۔**

تمہاری محبت نے میری دیواریں توڑنے کی کوشش نہیں کی۔اس نے مجھے یہ احساس دلایا کہ میں ہمیشہ ان دیواروں کے پیچھے رہنا ہی نہیں چاہتا۔ایک وقت تھا جب مجھے لگتا تھا کہ اپنے دل کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اس کے کمزور مقامات دکھائے ہی نہ جائیں۔لیکن تم نے کمزوری کو کمزوری سمجھنا چھوڑنے میں میری مدد کی۔

میں سچ بول سکتا تھا۔میں بتا سکتا تھا کہ مجھے کس بات نے دکھ دیا۔میں تمہیں بتا سکتا تھا کہ مجھے تمہاری یاد آتی ہے۔میں تمہیں اپنے وجود کے وہ حصے دکھانے لگا تھا جنہیں میں نے برسوں سب سے چھپا کر رکھا تھا۔

یہ آسان نہیں تھا۔اعتماد کبھی آسان نہیں ہوتا۔اعتماد ایسا دروازہ نہیں جو صرف ایک بار دستک دینے سے کھل جائے۔وہ آہستہ کھلتا ہے،جب دل دیکھتا ہے۔جب وہ سنتا ہے۔
جب وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ سامنے والا اُس وقت بھی رہتا ہے جب اسے رہنے سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو۔

اور نہ جانے کیسے، تمہارے ساتھ رکنا قدرتی محسوس ہونے لگا تھا۔جتنا میں تمہیں جانتا گیا، اتنا ہی مجھے تمہارا کامل تصور نہیں چاہیے تھا۔مجھے تمہاری حقیقت چاہیے تھی۔

تھکا ہوا تم۔
الجھا ہوا تم۔
خاموش تم۔
وہ تم جو کبھی کبھی خود نہیں جانتا تھا کہ کیا کہنا ہے۔کیونکہ محبت جب گہری ہوتی ہے تو صرف خوبصورتی سے متاثر ہونا چھوڑ دیتی ہے۔وہ حقیقت کی پرواہ کرنے لگتی ہے۔میں سمجھنے لگا کہ کسی سے محبت کرنا صرف اس کی روشنی کو پسند کرنا نہیں۔بلکہ اس کے سائے کے پاس بیٹھنا بھی سیکھنا ہے۔انہیں ختم کرنے کے لیے

نہیں۔ ان پر فیصلہ سنانے کے لیے نہیں۔ بس موجود رہنے کے لیے۔ شاید یہی میرے اندر سب سے بڑی تبدیلی تھی۔

تم سے پہلے،
مجھے لگتا تھا کہ محبت کا مطلب کسی ایسے شخص کو تلاش کرنا ہے جو میری زندگی کو مکمل کر دے۔

تمہارے بعد،
میں سوچنے لگا کہ شاید محبت کا مطلب کسی ایسے انسان کو پانا ہے جس کے ساتھ انسان ہونے کی نامکملی بھی بانٹی جا سکے۔

ہم دونوں کامل نہیں تھے۔ ہم دونوں کے پاس ہر سوال کا جواب نہیں تھا۔ ہم اپنی اپنی تاریخیں لیے ہوئے تھے۔ اپنے اپنے خوف۔ اپنے اپنے زخم۔

لیکن کچھ عرصے کے لیے،
ان دونوں نامکمل دنیاؤں کو ایک ایسی جگہ مل گئی تھی جہاں وہ ایک دوسرے سے مل سکتی تھیں۔

اور اس ملاقات میں،
کچھ خوبصورت اُگنے لگا۔

صحرا کا پھول اب صرف ایک بوند پر زندہ نہیں تھا۔ اسے پانی ملنے لگا تھا۔ اور جتنا پانی ملتا گیا، اس کی جڑیں زمین میں اتنی ہی گہری اترتی گئیں۔

یہ مجھے ڈرانے لگا۔
کیونکہ گہری جڑوں والے پھول کو اکھاڑنا آسان نہیں ہوتا۔ اور جب کوئی چیز دل میں گہری جڑ پکڑ لے، تو اسے کھونا زیادہ تکلیف دیتا ہے۔

میں یہ جانتا تھا۔
میرے اندر کہیں، میں یہ بات شروع ہی سے جانتا تھا۔ لیکن میں آگے بڑھتا رہا۔

کیونکہ کبھی کبھی مستقبل کے درد کا امکان موجودہ محبت کی خوبصورتی کے سامنے چھوٹا محسوس ہونے لگتا ہے۔ اس لیے میں نے یہ پوچھنا چھوڑ دیا کہ یہ کتنے عرصے تک رہے گا۔ میں نے مستقبل کو ناپنا چھوڑ دیا۔
میں نے صرف ان لمحوں کو جینا شروع کیا جو ہمارے پاس تھے۔ شاید محبت ہمیں سب سے پہلے یہی سکھاتی ہے:
ہر خوبصورت چیز کو قیمتی ہونے کے لیے ضمانت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

صحرا بدل گیا تھا۔
وہ اب بھی صحرا تھا۔
اب بھی خشک جگہیں موجود تھیں۔
اب بھی زمین میں دراڑیں تھیں۔
اب بھی کچھ دن ایسے آتے تھے جب بادل غائب ہو جاتے تھے۔

لیکن اب پانی تھا۔
اور جہاں پانی ہو،
وہاں امکان بھی ہوتا ہے۔

پھول کی جڑیں تھیں۔
جڑوں میں گہرائی تھی۔
اور میرا دل،
جو کبھی ہر وابستگی سے خوفزدہ رہتا تھا، اب ایک ایسی حقیقت کو سمجھنے لگا تھا جس سے وہ مزید انکار نہیں کر سکتا تھا۔ میں اب صرف تم میں دلچسپی نہیں رکھتا تھا۔ میں اب صرف متجسس نہیں تھا۔ میں اب یہ انتظار نہیں کر رہا تھا کہ آگے کیا ہوگا۔ میں تم سے محبت کرنے لگا تھا۔
خاموشی سے۔

گہرائی سے۔

یہ جانے بغیر کہ یہ راستہ آخر کہاں جا کر ختم ہوگا۔ اور شاید محبت اسی وقت سب سے زیادہ خطرناک ہو جاتی ہے۔جب وہ شروع ہوتی ہے تب نہیں،

**بلکہ جب وہ تمہاری اپنی زندگی کو محسوس کرنے کے انداز کا حصہ بن جاتی ہے۔**

تم پانی بن گئے تھے۔ اور میں یہ بھولنے لگا تھا کہ تمہارے بغیر اس صحرا کا تصور کیسا تھا۔

# کھونے کا خوف

جب محبت اپنے ساتھ جدائی کا خوف لے آتی ہے۔ محبت ہمیشہ اکیلی نہیں آتی۔ کبھی کبھی اس کی گرمی کے پیچھے ایک سایہ چھپا ہوتا ہے۔
ایک خاموش سا سوال۔
ایک ایسا خوف جو تقریباً اسی وقت پیدا ہو جاتا ہے جب دل کو احساس ہوتا ہے کہ کوئی چیز اس کے لیے قیمتی بن چکی ہے۔

"اگر میں اسے کھو دوں تو؟"

شروع میں میں نے یہ سوال نہیں کیا تھا۔ جب تم ایک اجنبی تھے تو میرے پاس کھونے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ جب تم ایک احساس تھے تو بھی مجھے زیادہ خوف نہیں تھا۔ جب میرے اندر پہلی بار پھول اُگا تو میں صرف اس حیرت میں تھا کہ میرے اندر دوبارہ کچھ کیسے اُگ سکتا ہے۔

لیکن اب پانی تھا۔
اب جڑیں تھیں۔
اب میرے پاس ایسی چیز تھی جس کی کمی کا میں تصور کر سکتا تھا۔ اور اس نے سب کچھ بدل دیا۔ دل کی ایک عجیب عادت ہوتی ہے۔ وہ کسی چیز کو کھونے سے تب ہی ڈرتا ہے جب اسے اندازہ ہو جائے کہ وہ چیز اس کے لیے کتنی قیمتی ہے۔ تم سے پہلے میں نے خود کو کچھ توقع نہ رکھ کر محفوظ رکھا تھا۔ اب میرے پاس کچھ ایسا تھا جس کی حفاظت کرنا چاہتا تھا۔
تم۔ یا شاید تم نہیں۔
شاید وہ جگہ جو تم نے میرے اندر بنا دی تھی۔ وہ جگہ جہاں میرے خیالات نرم ہو جاتے تھے۔ جہاں عام دنوں کے اندر بھی معنی پیدا ہو جاتے تھے۔ جہاں میں کل کا تصور کرتے ہوئے مکمل طور پر تنہا محسوس نہیں کرتا تھا۔

میں نے محسوس کرنا شروع کیا کہ خوشی کتنی جلدی کسی انسان کے ساتھ جڑ سکتی ہے۔ایک پیغام میرے پورے دن کا مزاج بدل سکتا تھا۔ایک خاموشی اس کے بالکل برعکس کر سکتی تھی۔اگر تم دور ہوتے تو میں سوچتا کیوں۔اگر تم خاموش ہوتے تو میں سوچتا کہ کیا کچھ بدل گیا ہے۔اگر گفتگو معمول سے مختلف انداز میں ختم ہوتی تو میرا ذہن اس کی وجوہات تلاش کرنے لگتا۔میں جانتا تھا کہ یہ محبت کی صحت مند ترین شکل نہیں تھی۔
لیکن خوف ہمیشہ دلیل کی بات نہیں سنتا۔خوف خالی جگہوں میں کہانیاں بناتا ہے۔جب کوئی جواب نہ ہو، تو ذہن خود ایک جواب لکھ دیتا ہے۔اور جب ذہن خوفزدہ ہو، تو وہ اکثر مہربان کہانی نہیں لکھتا۔میں نے وہ سوال پوچھنا شروع کر دیے جنہیں کبھی نہ پوچھنے کا خود سے وعدہ کیا تھا۔

"کیا تم رہو گے؟"
"کیا تم ہمیشہ ایسا ہی محسوس کرو گے؟""جب زندگی مشکل ہو جائے گی تو کیا ہوگا؟""اگر کوئی اور تمہارے لیے مجھ سے زیادہ اہم ہو گیا تو؟""اگر ایک دن تم مجھے تلاش کرنا چھوڑ دو تو؟"

ان سوالوں کے کوئی جواب نہیں تھے۔پھر بھی وہ میرے ذہن میں تکلیف کا پہلو لانے لگے۔

وابستگی کا یہ ظالم پہلو تھا۔وہی دل جو کبھی کسی کی موجودگی پر خوش ہوتا تھا، اب اسی کی غیر موجودگی سے خوفزدہ ہونے لگا تھا۔محبت نے مجھے ایک خوبصورت چیز دی تھی۔لیکن اس نے مجھے ایک نئی کمزوری بھی دے دی تھی۔
کھونے کا امکان۔

اب میں سمجھنے لگا کہ کچھ لوگ محبت سے پہلے ہی کیوں بھاگ جاتے ہیں۔وہ سمجھتے ہیں کہ فاصلہ حفاظت ہے۔اگر کسی کو کبھی قریب ہی نہ آنے دو، تو وہ کبھی زخم بھی نہیں دے سکتا۔ایک لمحے کے لیے، میں اس فلسفے کو سمجھ گیا۔شاید چلے جانا آسان ہوتا۔**پیچھے ہٹ جانا۔**
ضرورت سے زیادہ وابستہ ہونے سے پہلے ہی دور ہو جانا۔
**دوبارہ صحرا میں واپس چلے جانا۔**کم از کم صحرا مانوس تھا۔لیکن میں ایسا نہیں کر سکا۔کیونکہ ایک بار بارش کا ذائقہ چکھ لینے کے بعد، خشکی کو کافی سمجھانا آسان نہیں رہتا۔اس لیے میں ٹھہرا رہا۔اور ٹھہرنے کے ساتھ خوف

بھی رہا۔ میں سمجھنے لگا کہ خوشی کتنی نازک ہو سکتی ہے۔ اس لیے نہیں کہ تم لازماً کہیں جا رہے تھے، بلکہ اس لیے کہ زندگی کسی چیز کے ساتھ ہمیشہ رہنے کا وعدہ نہیں کرتی۔

لوگ بدلتے ہیں۔ حالات بدلتے ہیں۔ فاصلے انسانوں کو بدل دتے ہیں۔ وقت احساسات بدل دیتا ہے۔ کبھی محبت ان سب کے باوجود زندہ رہتی ہے۔ کبھی نہیں رہتی۔ اور محبت کی کوئی مقدار مستقبل کو مجبور نہیں کر سکتی کہ وہ کوئی وعدہ کرے۔ یہ حقیقت تکلیف دیتی تھی۔ میں یقین چاہتا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ جو کچھ میں محسوس کرتا ہوں وہ ہمیشہ محفوظ رہے۔ میں چاہتا تھا کہ کوئی ان دیکھی ضمانت ہو کہ اس پھول کی پنکھڑیاں کبھی نہیں گریں گی۔ لیکن محبت ضمانتیں نہیں دیتی۔ وہ صرف لمحے دیتی ہے۔ اور پھر پوچھتی ہے کہ کیا تم انہیں جینے کی ہمت رکھتے ہو؟ میں نے محبت کرنے اور کسی کو اپنے پاس باندھ کر رکھنے کے درمیان فرق سیکھنا شروع کیا۔

**محبت کہتی ہے:**
"خوش رہو، تم میں نتیجے کو بدلنے کے قابل نہ بھی ہوں۔"

**خوف کہتا ہے:**
"رکو، کیونکہ مجھے نہیں معلوم تمہارے بغیر میں کیا بنوں گا۔"

یہ دونوں ایک ہی دل کے اندر رہ سکتے ہیں۔ میں نے یہی سیکھا۔ میں تم سے محبت کرتا تھا۔ اور چونکہ میں تم سے محبت کرتا تھا، اس لیے مجھے خوف تھا۔

**تم سے نہیں۔**
بلکہ اس مستقبل سے جس میں شاید تم نہ ہو۔

کبھی کبھی میں تمہیں کھونے کا تصور کرتا اور فوراً اس خیال کو ذہن سے نکال دیتا۔ میں ایسی تباہی کی مشق نہیں کرنا چاہتا تھا جو ابھی ہوئی ہی نہیں تھی۔

لیکن انسانی ذہن خوف کے ساتھ عجیب سلوک کرتا ہے۔وہ انسان کے جانے سے پہلے ہی خالی کمرے کا تصور کر لیتا ہے۔آخری لفظ کہے جانے سے پہلے ہی خاموشی محسوس کر لیتا ہے۔اسے مستقبل کا ماتم کرنے لگتا ہے جو شاید کبھی آئے ہی نہ۔میں نے جانا کہ خوف ہمیں دو مرتبہ تکلیف دے سکتا ہے:

ایک بار اپنے تصور میں،

اور دوسری بار حقیقت میں—اگر وہ خوف حقیقت بن جائے۔

اس لیے میں نے انجام کی پیش گوئی کرنا چھوڑنے کی کوشش کی۔میں نے اُس جگہ رہنے کی کوشش کی جہاں میں حقیقت میں موجود تھا۔

تمہارے ساتھ۔اسی لمحے میں۔

کیونکہ شاید میں ایک اہم بات بھول گیا تھا: مستقبل ابھی ہمارا ہے ہی نہیں۔حقیقت میں ہمارے ہاتھ میں صرف وہ لمحہ ہے جو ہمارے سامنے موجود ہے۔اور اگر میں ہر موجودہ لمحہ آنے والے کل کے خوف میں گزار دوں،تو میں آج کو اس سے پہلے ہی کھو دوں گا کہ کوئی اسے مجھ سے چھینے۔

یہ خیال مجھے آہستہ آہستہ پرسکون کرنے لگا۔

میں سمجھنے لگا کہ کسی سے محبت کرنے کا مطلب اس کی آزادی کو قبول کرنا بھی ہے۔

تم میری ملکیت نہیں تھے۔

تم ایک انسان تھے۔تمہارا اپنا آسمان تھا۔اپنی راہیں تھیں۔اپنے فیصلے تھے۔

اور اگر میں واقعی تم سے محبت کرتا تھا،

تو مجھے تمہیں آزاد رہنے دینا تھا۔چاہے آزادی کے ساتھ تمہیں کھونے کا امکان ہی کیوں نہ موجود ہو۔شاید محبت کا یہ سب سے مشکل سبق تھا۔ملکیت کے بغیر محبت کرنا۔اختیار کے بغیر پرواہ کرنا۔ہمیشہ کا مطالبہ کیے بغیر ساتھ رہنا۔

میرے اندر کا صحرا بدل چکا تھا۔
ایک وقت تھا جب مجھے بارش نہ ہونے کا خوف تھا۔ اب مجھے اس دن کا خوف تھا جب بارش رک سکتی تھی۔ لیکن شاید یہ خوف اس بات کا ثبوت نہیں تھا کہ محبت غلط تھی۔ شاید یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ آخرکار میرے پاس کوئی قیمتی چیز موجود تھی۔

**پھول حقیقت بن چکا تھا۔**
اس کی پنکھڑیاں نازک تھیں۔ اس کی جڑیں گہری تھیں۔ اور آخرکار مجھے سمجھ آگیا کہ مجھے خوف کیوں تھا۔ میں اب کسی خالی صحرا کی حفاظت نہیں کر رہا تھا۔ میں کسی زندہ چیز کی حفاظت کر رہا تھا۔ کسی خوبصورت چیز کی۔ کسی ایسی چیز کی جو میرے لیے معنی رکھتی تھی۔ اور شاید محبت کا مقصد یہ ضمانت دینا نہیں کہ ہم کبھی کچھ نہیں کھوئیں گے۔ شاید محبت کا مقصد یہ سکھانا ہے کہ نقصان کا امکان جانتے ہوئے بھی،
**ہم محبت کا انتخاب کر سکتے ہیں۔**

میں نے اپنے صحرا میں اُگتے ہوئے پھول کو دیکھا۔
اور پہلی بار، میں نے یہ نہیں پوچھا کہ یہ کتنی دیر زندہ رہے گا۔

میں نے صرف آہستہ سے کہا:

"اُگتے رہو۔"

جب تک بارش ہے،
اُگتے رہو۔

# جب صحرا کو بارش یاد آتی ہے

ماضی، زخم اور وہ یادیں جو واپس لوٹ آتی ہیں۔ کچھ یادیں ہمیں چھوڑ کر نہیں جاتیں۔وہ صرف خاموش ہو جاتی ہیں۔ کچھ عرصے کے لیے ہمیں لگتا ہے کہ ہم انہیں بھول چکے ہیں۔پھر ایک دن کوئی چھوٹی سی چیز انہیں واپس لے آتی ہے۔ ایک آواز۔ ایک جگہ۔ ایک جملہ۔ ایک مانوس خاموشی۔ اور اچانک،
ماضی دوبارہ ہمارے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔

میں نے سیکھا کہ دل صرف اس لیے نہیں بھولتا کہ ہم اس تکلیف کے بارے میں بات کرنا چھوڑ دتے ہیں۔ وہ یاد رکھتا ہے۔وہ انتظار کرتا ہے۔ اور کبھی کبھی محبت ان پرانی یادوں کو واپس آنے کی ایک وجہ دے دیتی ہے۔ تم سے پہلے میری زندگی میں، میں اپنے زخموں کے ساتھ جینا سیکھ چکا تھا۔ میں انہیں چھپانا سیکھ چکا تھا۔ کچھ زخموں کے نام تھے۔ کچھ کے نہیں تھے۔ کچھ لوگوں نے دیے تھے۔ کچھ حالات نے۔ اور کچھ ان چیزوں سے پیدا ہوئے تھے جن کی میں نے زندگی سے امید کی تھی لیکن وہ کبھی مجھے مل نہ سکیں۔ میں نے یہ پوچھنا چھوڑ دیا تھا کہ ایسا کیوں ہوا۔ شاید یہ اس بات کی پہلی علامت تھی کہ میں تھک چکا تھا۔جب کوئی چیز بہت عرصے تک تکلیف دیتی رہے، تو آخر کار انسان درد سے لڑنا چھوڑ دیتا ہے۔وہ صرف اسے اٹھانا سیکھ لیتا ہے۔

صحرا نے مجھے یہی سکھایا تھا۔ خشکی معمول بن گئی تھی۔ خاموشی مانوس ہو گئی تھی۔تنہائی اب مجھے خوفزدہ نہیں کرتی تھی۔ میں نے کسی کے زیادہ ضرورت مند نہ ہونے کے گرد اپنی پوری سوچ تعمیر کر لی تھی۔

پھر تم آئے۔

اور اچانک، ماضی دوبارہ بولنے لگا۔

اس لیے نہیں کہ تم نے میرے زخم پیدا کیے تھے۔
بلکہ اس لیے کہ تمہاری موجودگی نے مجھے یاد دلایا کہ میرے اندر اب بھی ایک ایسا دل موجود ہے جو زخمی ہو سکتا

ہے۔یہ احساس آسان نہیں تھا۔میں سمجھتا تھا کہ میں ٹھیک ہو چکا ہوں۔شاید میں ٹھیک نہیں ہوا تھا۔شاید میں صرف درد کا عادی ہو گیا تھا۔

**دونوں میں فرق ہے۔**

شفا کا مطلب یہ ہے کہ زخم اب تمہیں قابو نہیں کرتا۔
درد کا عادی ہو جانا صرف یہ ہے کہ تم نے یہ سیکھ لیا ہے کہ درد کہاں ہوتا ہے۔

میں ان چیزوں کو یاد کرنے لگا جنہیں میں نے اپنے اندر دفن کر دیا تھا۔وہ لوگ جنہوں نے مجھے مایوس کیا تھا۔وہ وعدے جو کبھی خوبصورت لگتے تھے لیکن آخر کار خاموشی بن گئے۔وہ لمحے جب میں نے کسی پر بھروسہ کیا اور بعد میں خواہش کی کہ کاش ایسا نہ کیا ہوتا۔وہ وقت جب میں نے دوسروں کو اپنے حصے سے زیادہ دیا۔مجھے یاد آیا کہ ہر مایوسی کے بعد میں نے اپنی دیواریں کتنی احتیاط سے تعمیر کی تھیں۔
ایک ایک اینٹ کر کے۔ایک ایک خاموشی کے ساتھ۔ایک ایک الوداع کے ساتھ۔

اور پھر تم آئے، بغیر یہ کہے کہ میں اپنی دیواریں گرا دوں۔تم بس دوسری طرف کھڑے رہے۔اور نہ جانے کیوں میں نے خود دروازہ کھولنا شروع کر دیا۔یہ مجھے خوفزدہ کرتا تھا۔کیونکہ ماضی نے مجھے سکھایا تھا کہ ہر کھلا دروازہ زخمی ہونے کی دعوت بھی ہو سکتا ہے۔میں حال کا ماضی سے موازنہ کرنے لگا۔اس لیے نہیں کہ تم پہلے لوگوں جیسے تھے۔تم ایسے نہیں تھے۔لیکن زخمی دل کبھی کبھی مشابہت کو خطرہ سمجھ لیتا ہے۔دیر سے آنے والا جواب مجھے پرانی جدائی یاد دلا سکتا تھا۔آواز کا بدلتا ہوا انداز میرے اندر پرانا خوف جگا سکتا تھا۔فاصلہ پرانی یادوں کو دوبارہ زندہ کر سکتا تھا۔حال بے قصور تھا۔لیکن ماضی بہت شور کرتا تھا۔مجھے یہ سیکھنا تھا کہ ہر خاموشی کا مطلب الوداع نہیں ہوتا۔ہر فاصلے کا مطلب رد ہونا نہیں ہوتا۔ہر تبدیلی دھوکہ نہیں ہوتی۔اور ہر انسان ہماری زندگی میں وہی کچھ دہرانے نہیں آتا جو کسی اور نے کیا تھا۔

یہ مشکل تھا۔
کیونکہ دل نمونوں کو دماغ کے فرق سمجھنے سے زیادہ تیزی سے یاد رکھتا ہے۔

**میں خود سے پوچھنے لگا:**
"کیا مجھے تمہیں کھونے کا خوف ہے؟"
یا مجھے دوبارہ وہی پرانا درد محسوس ہونے کا خوف ہے؟

**شاید دونوں۔**

محبت صرف میری زندگی میں خوشی نہیں لائی تھی۔ اس نے وہ جگہیں بھی ظاہر کر دی تھیں جہاں میں اب بھی نازک تھا۔ اور شاید محبت کے چھپے ہوئے مقاصد میں سے ایک یہی ہے۔ وہ ہمیں دکھاتی ہے کہ ہمارے اندر اب بھی کیا شفا طلب ہے۔ ہم اکثر سمجھتے ہیں کہ دوسرا انسان ہمارے زخم بھر دے گا۔
لیکن شاید محبت کا مقصد یہ نہیں۔ شاید محبت صرف اتنی روشنی دیتی ہے کہ ہم اپنے زخم دیکھ سکیں۔ شفا کا سفر پھر بھی ہمیں خود ہی طے کرنا ہوتا ہے۔ میں اپنے ماضی کو مختلف انداز سے دیکھنے لگا۔ کچھ لوگوں نے مجھے تکلیف دی تھی۔ لیکن ہر شخص اس کا ذمہ دار نہیں تھا جو کسی اور نے کیا تھا۔ کچھ جدائیاں ضروری تھیں۔ کچھ نقصانوں نے مجھے کچھ سکھایا۔ کچھ مایوسیوں نے مجھے اپنے اندر کے ایسے حصوں سے ملایا جن سے شاید میں کبھی نہ ملتا۔ یہاں تک کہ درد بھی اپنے پیچھے علم چھوڑ گیا تھا۔ مجھے ماضی سے محبت کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ مجھے صرف اسے اپنے حال پر قابو پانے سے روکنا تھا۔

**یہ آسان نہیں تھا۔**
کچھ راتیں ایسی ہوتیں جب یادیں بغیر اجازت واپس آ جاتیں۔ میں خاموش بیٹھ کر سوچتا کہ اگر کچھ لوگ رک جاتے تو زندگی کتنی مختلف ہوتی۔ اگر کچھ وعدے پورے ہو جاتے۔ اگر کچھ زخم کبھی پیدا ہی نہ ہوتے۔

**لیکن آخرکار مجھے ایک بات سمجھ آئی:**

ماضی ہمارے اجازت مانگے بغیر واپس آ سکتا ہے۔ لیکن میں یہ فیصلہ کر سکتا ہوں کہ اسے کتنی دیر اپنے اندر رہنے دینا ہے۔ میں یاد رکھ سکتا ہوں، بغیر واپس لوٹے۔ میں بھولے بغیر معاف کر سکتا ہوں۔ میں جو کچھ ہوا اسے تسلیم کر سکتا ہوں، بغیر اس کے کہ وہ فیصلہ کرے کہ اب کیا ہوگا۔

اور آہستہ آہستہ،

صحرا کو بارش ایک مختلف انداز میں یاد آنے لگی۔ ایک وقت تھا جب بارش کا مطلب امید تھا۔ پھر بارش ایسی چیز بن گئی تھی جسے کھونے سے میں ڈرنے لگا تھا۔ اب بارش کچھ اور بن گئی تھی۔

**ایک یاد۔**

یہ یاد کہ برسوں کی خشکی سہنے والی زمین بھی دوبارہ پانی حاصل کر سکتی ہے۔ یہ یاد کہ ایک دل اپنی ہی تاریخ سے زندہ بچ سکتا ہے۔ یہ یاد کہ زخم ہمیشہ آخری لفظ نہیں ہوتے۔ تم نے میرا ماضی مٹا نہیں دیا۔
تم ایسا کر بھی نہیں سکتے تھے۔ اور میں یہ چاہتا بھی نہیں تھا۔ کیونکہ میرا ماضی اُس انسان کا حصہ تھا جو تم سے ملا تھا۔ ہر زخم نے مجھے کچھ سکھایا تھا۔ ہر مایوسی نے میری سمجھ میں کچھ اضافہ کیا تھا۔ ہر تنہا رات نے مجھے کسی کی رفاقت کی قدر پہچاننے کے لیے تیار کیا تھا۔ تم نے مجھے صحرا سے باہر نہیں نکالا۔ تم نے صرف مجھے یہ احساس دلایا کہ میں اسی صحرا میں کچھ اُگا سکتا ہوں۔

اور یہ زیادہ معنی رکھتا تھا۔

کیونکہ کسی کو بچانے کا مطلب ہے اسے اٹھا کر باہر لے جانا۔ لیکن کبھی کبھی محبت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی تمہیں دوبارہ کھڑے ہونے پر یقین دلائے۔ میں نے اُس شخص کو معاف کرنا شروع کیا جو میں کبھی تھا۔ وہ شخص جو بہت جلدی بھروسہ کر لیتا تھا۔ وہ شخص جو بہت دیر سے بھروسہ کرتا تھا۔ وہ شخص جو بہت دیر تک رکا رہا۔ وہ شخص جو بہت جلدی چلا گیا۔ وہ شخص جو سمجھتا تھا کہ اکیلا ہونا اور مضبوط ہونا ایک ہی چیز ہیں۔

میں نے اسے معاف کر دیا۔ وہ صرف زندہ رہنے کی کوشش کر رہا تھا۔

تب میں نے ایک گہری حقیقت سمجھی:

دل نئی بارش کا استقبال نہیں کر سکتا اگر وہ مسلسل کل کے طوفانوں سے بحث کرتا رہے۔ ماضی ہمیشہ موجود رہے گا۔ زخموں کے نشان باقی رہیں گے۔ کچھ یادیں اب بھی تکلیف دیں گی۔ لیکن درد کا ہماری شناخت بن جانا

ضروری نہیں۔ صحرا خشک سالی کو یاد رکھ سکتا ہے، بغیر خود خشک سالی نے۔ وہ آگ کو یاد رکھ سکتا ہے، بغیر ہمیشہ جلا ہوا رہنے کے۔ وہ تنہائی کو یاد رکھ سکتا ہے اور پھر بھی کسی دوسرے انسان کے لیے جگہ بنا سکتا ہے۔ اس لیے میں نے ماضی سے یہ مطالبہ کرنا چھوڑ دیا کہ وہ غائب ہو جائے۔ میں نے صرف اسے اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اختیار دینا چھوڑ دیا۔ بارش دوبارہ برس رہی تھی۔ پھول زندہ تھا۔ اور اس بار، جب صحرا کو بارش یاد آئی، تو اسے صرف وہ چیزیں یاد نہیں آئیں جو اس نے کھو دی تھیں۔

اسے یہ بھی یاد آیا کہ
وہ اب بھی کیا بن سکتا ہے۔

# دو دلوں کے درمیان خاموشی

خاموشی، فاصلے اور وہ باتیں جو الفاظ کہنے سے قاصر رہتے ہیں۔

ایک خاموشی وہ ہوتی ہے جو باتوں کے بعد آتی ہے۔ اور ایک خاموشی وہ ہوتی ہے جو دو دلوں کے درمیان آجاتی ہے۔

پہلی عام ہوتی ہے۔ دوسری ایک پوری دنیا جیسی محسوس ہو سکتی ہے۔

میں کبھی سمجھتا تھا کہ خاموشی کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ اگر دو لوگوں کے درمیان کہنے کو کچھ نہیں تو شاید ان کے درمیان باقی بھی کچھ نہیں۔ **لیکن محبت نے مجھے اس کے برعکس** سکھایا۔ کبھی کبھی خاموشی میں وہ سب کچھ موجود ہوتا ہے جسے ہم کہنے سے ڈرتے ہیں۔ کبھی انسان اس لیے خاموش ہو جاتا ہے کیونکہ وہ زخمی ہوتا ہے۔ کبھی اس لیے کہ وہ تھکا ہوا ہوتا ہے۔ کبھی اس لیے کہ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ اپنے اندر ہونے والی کیفیت کو الفاظ میں کیسے بیان کرے۔

اور کبھی،

دو لوگ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، لیکن پھر بھی ایک دوسرے تک پہنچنے میں ناکام رہتے ہیں۔ یہ فاصلے کا المیہ ہے۔ فاصلہ ہمیشہ میلوں سے شروع نہیں ہوتا۔ کبھی یہ ایک بے جواب سوال سے شروع ہوتا ہے۔ ایک غلط سمجھے گئے جملے سے۔ ایک ایسے احساس سے جس کی وضاحت نہیں کی گئی۔ ایک ایسے لمحے سے جب دونوں ایک دوسرے کے بولنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔

اور آہستہ آہستہ، ان دونوں کے درمیان موجود جگہ بڑھنے لگتی ہے۔ میں اس خاموشی کو محسوس کرنے لگا تھا۔ پرسکون خاموشی کو نہیں۔ بلکہ اس خاموشی کو جو تمہیں کسی ایسی چیز کا انتظار کرواتی ہے جو آتی ہی نہیں۔ ایک ایسا پیغام جس کی تمہیں توقع ہو۔ ایک ایسی آواز جسے تم پہچانتے ہو۔ ایک ایسا سوال جو کبھی پوچھا ہی نہ جائے۔ شروع میں میں نے اسے نظر انداز کرنے کی کوشش کی۔ میں نے خود سے کہا کہ خاموشی عارضی ہے۔ لوگ

مصروف ہو جاتے ہیں۔ لوگ تھک جاتے ہیں۔ لوگوں کو کبھی کبھی فاصلے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر خاموش لمحے کی وضاحت ضروری نہیں ہوتی۔

یہ بات درست تھی۔ لیکن دل ہمیشہ وہ نہیں سمجھتا جو دماغ جانتا ہے۔

**دماغ کہتا ہے:** "اسے وقت دو۔"

**دل پوچھتا ہے:** "وہ دور کیوں ہے؟"

**دماغ کہتا ہے:** "کچھ نہیں بدلا۔"

**دل سرگوشی کرتا ہے:** "کیا تمہیں یقین ہے؟"

اور ان دونوں آوازوں کے درمیان، میں خود کو پاتا تھا۔ انتظار کرتے ہوئے۔ میں نے محسوس کیا کہ فاصلے میں ایک عجیب طاقت ہوتی ہے۔ جب کوئی ہم سے دور ہو، تو ذہن خالی جگہوں کو خود بھرنا شروع کر دیتا ہے۔ وہ وجوہات بناتا ہے۔ کبھی خوبصورت۔ کبھی خوفناک۔

دیر سے آنے والا جواب ایک سوال بن جاتا ہے۔ مختصر گفتگو ایک خوف بن جاتی ہے۔ خاموش دن ایک پوری کہانی بن جاتا ہے۔

اور اکثر، وہ کہانی سچ نہیں ہوتی۔

لیکن بے یقینی میں ایک عجیب صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ ہمارے تصور کو ثبوت جیسا محسوس کروا دیتی ہے۔ مجھے سیکھنا تھا کہ دونوں کو ایک نہ سمجھوں۔ کئی لمحے ایسے تھے جب میں سب کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔

"کیا تم ٹھیک ہو؟" "کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی؟" "کیا تم بدل گئے ہو؟"

"کیا تم اب بھی وہی محسوس کرتے ہو جو کبھی کرتے تھے؟" لیکن کبھی کبھی خوف الفاظ کو اندر ہی روک لیتا ہے۔ کیونکہ سوال پوچھنے کا مطلب یہ تسلیم کرنا بھی ہے کہ جواب تکلیف دے سکتا ہے۔ اس لیے میں خاموش

رہا۔ اور شاید تم بھی اسی وجہ سے خاموش تھے۔ اسی طرح دو دل ایک دوسرے سے دور ہو سکتے ہیں، بغیر اس کے کہ دونوں میں سے کسی نے جانے کا فیصلہ کیا ہو۔

**دونوں خوفزدہ ہوتے ہیں۔ دونوں انتظار کرتے ہیں**۔ دونوں سوچتے ہیں۔ دونوں سوال کرتے ہیں۔ اور دونوں میں سے کوئی بولتا نہیں۔ خاموشی ایک زبان بن جاتی ہے۔ لیکن بولی جانے والی زبان کے برعکس، اس کی کوئی لغت نہیں ہوتی۔ ہم اسے اپنے خوف کے مطابق سمجھتے ہیں۔ اسی لیے خاموشی خطرناک ہو سکتی ہے۔ ایک ہی خاموشی کا مطلب ہو سکتا ہے:

**"مجھے وقت چاہیے۔"**

یا: "مجھے دکھ ہوا ہے۔"

یا: "مجھے نہیں معلوم کیا کہنا ہے۔"

یا: "مجھے خوف آرہا ہے۔"

یا کبھی، کچھ بھی نہیں۔ صرف خاموشی۔

لیکن دل اکثر وہ مطلب چنتا ہے جس سے اسے سب سے زیادہ خوف ہوتا ہے۔ میں سمجھنے لگا کہ گفتگو کتنی نازک چیز ہے۔ دو لوگ ایک دوسرے کی بہت گہری پرواہ کر سکتے ہیں اور پھر بھی ایک دوسرے کو غلط سمجھ سکتے ہیں۔ اس لیے نہیں کہ ان کی محبت جھوٹی ہے، بلکہ اس لیے کہ انسان اپنے ہی دل کا مکمل ترجمان نہیں ہوتا۔ ہم جتنا محسوس کرتے ہیں، اتنا بیان نہیں کر پاتے۔ ہم جتنا کہنا چاہتے ہیں، اتنا کہہ نہیں پاتے۔ ہم کچھ چیزیں چھپا لیتے ہیں اور اندر ہی اندر چاہتے ہیں کہ کوئی انہیں خود سمجھ لے۔

اور پھر جب وہ نہیں سمجھتا، تو ہم مایوس ہو جاتے ہیں۔ شاید محبت کے سب سے اداس تضادات میں سے ایک یہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ہمیں سمجھے، لیکن کبھی کبھی ہم خود کو سمجھانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں

کہ کوئی ہمارے درد کو محسوس کرے، لیکن درد کے نشان چھپا دیتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی رکے، لیکن خود دور ہو جاتے ہیں تاکہ دیکھ سکیں کہ وہ ہمارے پیچھے آتا ہے یا نہیں۔

**اور کبھی کبھی**، دونوں یہی کرتے ہیں۔ پھر خاموشی بڑھتی جاتی ہے۔ محبت کے ختم ہونے کی وجہ سے نہیں، بلکہ اس لیے کہ خوف محبت سے زیادہ بلند آواز ہو جاتا ہے۔ میں نے خود سے پوچھنا شروع کیا کہ کیا محبت ہمیشہ آسان ہونی چاہیے؟ **شاید نہیں۔**

ہر معنی رکھنے والی چیز صبر مانگتی ہے۔ لیکن محبت کو مسلسل ایک دوسرے کے دل کا اندازہ لگانے پر مجبور نہیں کرنا چاہیے۔ کسی نہ کسی لمحے خاموشی کا خاتمہ ہونا ضروری ہے۔ کسی ایک کو بولنا ہوگا۔ کسی ایک کو کہنا ہوگا: "مجھے دکھ ہوا تھا۔" "مجھے خوف آ رہا تھا۔" "مجھے تمہاری یاد آ رہی تھی۔" "مجھے معلوم نہیں تھا کہ تمہیں کیسے بتاؤں۔"

یہ چھوٹے سے الفاظ کبھی کبھی پورے رشتے کو ایک ایسے اختتام سے بچا سکتے ہیں جو صرف ہمارے تصور میں پیدا ہوا ہو۔ میں نے سیکھا کہ خاموشی ہمیں ایک مشکل گفتگو سے بچا سکتی ہے۔ لیکن یہی خاموشی ایک اس سے بھی زیادہ مشکل حقیقت پیدا کر سکتی ہے۔ کیونکہ جو کچھ ہم نہیں کہتے، وہ ختم نہیں ہو جاتا۔ **وہ انتظار کرتا ہے۔**

ہمارے اندر کہیں بیٹھ جاتا ہے۔

اور آخر کار،

فاصلہ بن جاتا ہے۔ صحرا فاصلے کو سمجھتا ہے۔ دو جگہیں ایک ہی آسمان کے نیچے موجود ہو سکتی ہیں اور پھر بھی ایک دوسرے سے ناقابلِ یقین حد تک دور محسوس ہو سکتی ہیں۔ ایک ہی سورج دونوں پر چمک سکتا ہے، لیکن پھر بھی ایک جگہ خشک رہ سکتی ہے۔ شاید دو دل بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ وہ ایک ہی محبت کے نیچے رہ سکتے ہیں، لیکن اسے مختلف انداز میں محسوس کر سکتے ہیں۔ ایک دل امید سے بھرا ہو سکتا ہے۔ دوسرا خوف سے۔ ایک انتظار کر رہا ہو سکتا ہے۔ دوسرا اندر ہی اندر لڑ رہا ہو سکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ دونوں میں سے کوئی غلط ہو۔ وہ صرف ایک ہی صحرا کے مختلف حصوں میں کھڑے ہوتے ہیں۔ میں نے خاموشی کو زبردستی بولنے پر مجبور کرنا چھوڑ دیا۔

اس کے بجائے، میں نے یہ سننا شروع کیا کہ وہ مجھے کیا سکھا رہی تھی۔ اس نے مجھے صبر سکھایا۔ اس نے مجھے سکھایا کہ ہر بے جواب سوال کا جواب فوراً حاصل کرنا ضروری نہیں۔ اس نے مجھے سکھایا کہ محبت صرف اندازوں پر زندہ نہیں رہ سکتی۔

**اور سب سے بڑھ کر،**

اس نے مجھے سکھایا کہ فاصلہ ہمیشہ محبت کی ضد نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی فاصلہ صرف یہ امتحان ہوتا ہے کہ دو لوگ کتنی سچائی کے ساتھ دوبارہ ایک دوسرے تک پہنچ سکتے ہیں۔

پھول اب بھی موجود تھا۔ لیکن بارش خاموش ہو چکی تھی۔

**پہلی بار،**

میں صحرا کو خود سن سکتا تھا۔ خالی جگہوں سے گزرتی ہوا۔ اپنے ہی خیالات کی آواز۔ وہ سوال جن سے میں بچتا رہا تھا اور ان سب کے نیچے، ایک حقیقت اب بھی موجود تھی: میں ایک تکلیف دہ سچ سننا پسند کروں گا، بجائے اس کے کہ ایک خوبصورت فریب میں زندگی گزاروں۔ کیونکہ سچ ایک بار تکلیف دے سکتا ہے۔ لیکن بے یقینی ہر روز تکلیف دے سکتی ہے۔ اس لیے میں نے سوچنا شروع کیا کہ شاید دو دلوں کے درمیان خاموشی ہمیشہ اختتام نہیں ہوتی۔

کبھی کبھی، وہ صرف ایک وقفہ ہوتی ہے۔ ایک ایسی جگہ جہاں دونوں دلوں کو فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ وہ خاموش رہیں گے، یا آخرکار اتنی ہمت پیدا کریں گے کہ بول سکیں۔ اور تمہاری خاموشی اور میری خاموشی کے درمیان کہیں،

**میں نے ایک بات سمجھ لی:**

محبت صرف کہے گئے الفاظ کا نام نہیں۔ محبت ان الفاظ کو کہنے کی ہمت کا نام بھی ہے،

جنہیں کہنے سے ہمیں سب سے زیادہ خوف آتا ہے۔

# پھول مرجھانے لگتا ہے

جب محبت اپنی پہلی حقیقی آزمائش سے گزرتی ہے۔پھول کے مرجھانے کا مطلب ہمیشہ یہ نہیں ہوتا کہ وہ مر رہا ہے کبھی کبھی وہ صرف تھکا ہوا ہوتا ہے کبھی دھوپ بہت سخت ہو جاتی ہے۔ کبھی پانی کم پڑ جاتا ہے۔ اور کبھی پھول اب بھی زندہ ہوتا ہے، لیکن اس کے اردگرد کی دنیا میں کچھ بدل چکا ہوتا ہے۔میرے خیال میں محبت بھی ایسی ہی ہے۔ ہم اکثر تصور کرتے ہیں کہ محبت اچانک ختم ہو جاتی ہے۔ایک دن وہ موجود ہوتی ہے۔

اگلے دن غائب۔

لیکن شاید زیادہ تر محبت کی کہانیاں اس طرح ختم نہیں ہوتیں۔شاید وہ آہستہ آہستہ مدھم ہوتی ہیں۔

تھوڑی کم گفتگو۔

تھوڑی زیادہ خاموشی۔ تھوڑا زیادہ فاصلہ۔

چند بے جواب سوالات۔

کچھ ایسے احساسات جن کی وضاحت نہیں کی جاتی۔اور پھر ایک دن تم اُس چیز کو دیکھتے ہو جو کبھی لامحدود محسوس ہوتی تھی، اور تمہیں احساس ہوتا ہے کہ کچھ بدل چکا ہے۔میں نے تبدیلی کو سمجھنے سے پہلے ہی محسوس کرنا شروع کر دیا تھا۔

گفتگو پہلے جیسی نہیں رہی تھی۔جوش خاموش ہو گیا تھا۔انتظار زیادہ طویل محسوس ہونے لگا تھا۔جو لمحات پہلے خود بخود آ جاتے تھے، اب اُن کے لیے کوشش کرنا پڑتی تھی۔میں نے اس تبدیلی کو محسوس نہ کرنے کی کوشش کی۔شاید اس لیے کہ اسے محسوس کرنا اسے حقیقت بنا دیتا۔

اس لیے میں نے خود سے کہا:

"یہ صرف ایک مرحلہ ہے۔" "لوگ مصروف ہو جاتے ہیں۔" "سب دوبارہ پہلے جیسا ہو جائے گا۔

امید خوبصورت ہو سکتی ہے۔

لیکن کبھی کبھی امید سچ کو دیر سے قبول کرنے کا ایک طریقہ بن جاتی ہے۔ میں پھول کو پانی دیتا رہا۔یہاں تک کہ مجھے یقین نہیں رہا کہ مٹی اب بھی اس پانی کو جذب کر رہی ہے یا نہیں۔ میں نے مزید صبر کیا۔مزید سمجھنے کی کوشش کی۔مزید خاموشی اختیار کی۔ میں خود سے کہتا رہا کہ محبت کو صبر کرنا چاہیے۔ اور واقعی کرنا چاہیے۔ لیکن جب صرف ایک دل صبر کر رہا ہو، تو صبر بھی تکلیف بن جاتا ہے۔

یہ بات مجھے فوراً سمجھ نہیں آئی۔ میں سمجھتا تھا کہ اگر محبت حقیقی ہے تو وہ ہر چیز برداشت کر سکتی ہے۔ لیکن شاید محبت حقیقی ہو سکتی ہے اور پھر بھی تھک سکتی ہے۔ شاید دو لوگ ایک دوسرے کی پرواہ کر سکتے ہیں اور پھر بھی ایک دوسرے کی ضرورتوں تک پہنچنے میں ناکام ہو سکتے ہیں۔ شاید احساس باقی رہیں، لیکن حالات آہستہ آہستہ ان کی شکل بدل دیں۔ اس حقیقت کو قبول کرنا مشکل تھا۔ کیونکہ میں چاہتا تھا کہ محبت آسان ہو۔

اگر میں تم سے محبت کرتا ہوں، اور تم مجھ سے محبت کرتے ہو، تو یقیناً باقی سب کچھ حل ہو سکتا ہے۔

لیکن زندگی دل کی منطق کے مطابق نہیں چلتی۔

خاندان ہوتے ہیں۔

ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔

فاصلے ہوتے ہیں۔

خوف ہوتے ہیں۔

غلط فہمیاں ہوتی ہیں۔

مختلف خواب ہوتے ہیں۔

محبت ظاہر کرنے کے مختلف انداز ہوتے ہیں۔

اور کبھی کبھی، سب سے مشکل رکاوٹ محبت کی غیر موجودگی نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ ہوتی ہے کہ دو انسان یہ سمجھ ہی نہیں پاتے کہ اس محبت کو کیسے سنبھالنا ہے۔

میں نے خود سے سوال کرنا شروع کیا۔

کیا میں بہت زیادہ مانگ رہا ہوں؟کیا میری توقعات بہت زیادہ ہیں؟

کیا میں کسی ایسی چیز کو تھامے ہوئے ہوں جو پہلے ہی ختم ہونا شروع ہو چکی ہے؟

یا شاید میں صرف خوفزدہ ہوں؟

خوف ہمیں کبھی کبھی وہاں اختتام دکھاتا ہے جہاں صرف ایک مشکل موسم ہوتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی، خوف وہ پہلی آواز بھی ہوتا ہے جو ہمیں بتاتی ہے کہ کچھ بدل چکا ہے۔مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں کون سی آواز سن رہا تھا۔

اس لیے میں انتظار کرتا رہا۔

اور انتظار اپنی ایک الگ قسم کی تکلیف بن گیا۔

اس شخص کا انتظار کرنے میں ایک خاص اداسی ہوتی ہے جو یہ بھی نہیں جانتا کہ کوئی اس کا انتظار کر رہا ہے۔

تم زندگی گزارتے رہتے ہو۔ مسکراتے رہتے ہو۔

وہ سب کرتے رہتے ہو جو زندگی تم سے مانگتی ہے۔ لیکن اندر کہیں، تمہارا ایک چھوٹا سا حصہ اسی دروازے پر کھڑا رہتا ہے۔قدموں کا انتظار کرتا ہے۔ایک مانوس آواز کا انتظار کرتا ہے۔ اس پرانی گرمی کے واپس آنے کا انتظار کرتا ہے۔مجھے صرف تمہاری یاد نہیں آرہی تھی۔مجھے ہماری اُس شکل کی بھی یاد آرہی تھی جو اس خاموشی کے اتنا بڑا ہونے سے پہلے موجود تھی۔یہ احساس میری توقع سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔کیونکہ کبھی کبھی ہم صرف کسی انسان کو یاد نہیں کرتے۔ ہم اُس انسان کو یاد کرتے ہیں جو ہم اُس شخص کے ساتھ ہوتے ہوئے خود تھے۔

مجھے وہ آسانی یاد آتی تھی۔

وہ گفتگو۔

وہ انتظار کی خوشی۔

یہ احساس کہ دنیا میں کہیں ایک ایسا شخص موجود ہے جس تک پہنچا جا سکتا ہے اور جو سمجھنے کی کوشش کرے گا۔پھول اب بھی موجود تھا۔

لیکن اس کی کچھ پنکھڑیاں جھکنے لگی تھیں۔میں اسے دیکھ سکتا تھا۔پھر بھی، میں اسے خوبصورت کہتا رہا۔شاید محبت یہی کرتی ہے۔وہ ہمیں کسی چیز کی خوبصورتی کی حفاظت پر مجبور کرتی ہے، چاہے ہمیں خوف ہو کہ وہ چیز بدل رہی ہے۔میں نے سیکھنا شروع کیا کہ محبت صرف کسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کا نام نہیں۔کبھی محبت یہ پہچاننے کا نام بھی ہے کہ جس چیز کو بچانے کی کوشش کر رہے ہو، اسے بہت زیادہ مضبوطی سے پکڑنا اسے نقصان پہنچا سکتا ہے۔پھول کو زبردستی نہیں کھلایا جا سکتا۔ایسی مٹی میں بے حد پانی نہیں ڈالا جا سکتا جو اسے جذب کرنا چھوڑ چکی ہو۔اور کسی دل کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ بالکل وہی محسوس کرے جو وہ کبھی محسوس کرتا تھا۔یہ احساس تکلیف دہ تھا۔

لیکن سچا تھا۔

میں سمجھنے لگا کہ محبت کو صرف اس بات سے نہیں ناپا جا سکتا کہ ہم کتنا شدید محسوس کرتے ہیں۔اسے اس بات سے بھی ناپنا چاہیے کہ ہم اپنے احساس کے ساتھ کتنی نرمی سے پیش آتے ہیں۔اگر میں تم سے محبت کرتا تھا، تو میں اس محبت کو قید نہیں بنا سکتا تھا۔میں اسے دل سے یقین کی ضمانت نہیں مانگ سکتا تھا جو خود کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔میں اپنے خوف کو محبت کی زبان نہیں بنا سکتا تھا۔اس لیے میں نے اپنی گرفت ڈھیلی کرنا شروع کر دی۔اس لیے نہیں کہ مجھے پرواہ نہیں رہی تھی۔بلکہ اس لیے کہ میں آخرکار سمجھ گیا تھا کہ پرواہ کرنا اور مالک بننا ایک چیز نہیں۔

صحرا دوبارہ بدل رہا تھا۔

آسمان وہی تھا۔زمین اب بھی وہیں تھی۔پھول غائب نہیں ہوا تھا۔لیکن کچھ نازک ہو گیا تھا۔

اور شاید یہ محبت کی پہلی حقیقی آزمائش تھی: کیا تم کسی ایسی چیز سے محبت کر سکتے ہو جس کے تمہارے پاس ہمیشہ رہنے کا یقین نہیں؟ کیا خوفزدہ ہوتے ہوئے بھی مہربان رہ سکتے ہو؟ کیا اختیار کے بجائے سچائی کا انتخاب کر سکتے ہو؟ کیا تم یہ قبول کر سکتے ہو کہ کچھ چیزیں مجبور نہیں کی جا سکتیں؟۔

مجھے جواب نہیں معلوم تھے۔

میں صرف اتنا جانتا تھا کہ میں یہ دکھاوا کرتے کرتے تھک گیا تھا کہ کچھ بھی نہیں بدلا۔ اس لیے ایک شام، میں نے پھول کو دیکھا اور خود سے سچ کہہ دیا:

"یہ مرجھانے لگا ہے۔"

یہ الفاظ تکلیف دہ تھے۔ لیکن ان میں ایک عجیب سا سکون بھی تھا۔ کیونکہ کبھی کبھی حقیقت سے مسلسل بحث کرنے کے مقابلے میں، جو کچھ ہو رہا ہے اسے قبول کرنا کم تکلیف دہ ہوتا ہے۔۔
مجھے معلوم نہیں تھا کہ پھول دوبارہ سنبھلے گا یا نہیں۔مجھے معلوم نہیں تھا کہ دوبارہ بارش آئے گی یا نہیں۔۔
مجھے معلوم نہیں تھا کہ صحرا دوبارہ سبز ہوگا یا نہیں۔

لیکن میں ایک بات جانتا تھا:

پھول حقیقی تھا۔بارش حقیقی تھی۔ محبت حقیقی تھی۔

اور اگر موسم بدل بھی جائے، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ بہار جھوٹ تھی۔ شاید کچھ محبتوں کی قدر اس بات سے نہیں کی جاتی کہ وہ کتنی دیر رہیں۔ شاید ان کی قدر اس بات سے کی جاتی ہے کہ وہ اپنے موجود ہونے کے دوران ہمیں کتنا بدل گئیں۔ اس لیے میں نے پھول سے یہ مطالبہ کرنا چھوڑ دیا کہ وہ ہمیشہ بالکل ویسا ہی رہے۔ میں صرف اس کے پاس کھڑا رہا۔ اور پہلی بار، میں نے سمجھا کہ کسی سے محبت کرنے کا مطلب کبھی کبھی یہ قبول کرنا بھی ہوتا ہے کہ تم اس موسم کو کنٹرول نہیں کر سکتے جس میں وہ کھلتا ہے۔

# کیا یہ محبت تھی یا امید؟

ایک فلسفیانہ سوال۔

کچھ سوال ایسے ہوتے ہیں جو دل اُس وقت پوچھتا ہے جب اسے یقین میں سکون ملنا بند ہو جائے۔

ان میں سے ایک سب سے سادہ،

اور شاید سب سے مشکل سوال ہے:

"کیا یہ محبت تھی، یا امید؟"

میں نے یہ سوال اُس وقت خود سے پوچھا جب پھول مرجھانے لگا۔ اس لیے نہیں کہ میں جو کچھ ہوا اسے بے معنی کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے بھی نہیں کہ میں اپنے احساسات سے انکار کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ اس لیے کہ جب کوئی چیز ہمارے ہاتھوں سے پھسلنے لگتی ہے، تو ہم اُس سے پہلے گزرے ہر لمحے کو دوبارہ پرکھنے لگتے ہیں۔

## کیا میں واقعی تم سے محبت کرتا تھا؟

یا میں اُس امکان سے محبت کر رہا تھا جو ہمارے درمیان پیدا ہو سکتا تھا؟

شاید دونوں میں فرق ہے۔ محبت انسان کو ویسا ہی دیکھتی ہے جیسا وہ ہے۔ امید اسے ویسا دیکھتی ہے جیسا وہ بن سکتا ہے۔ محبت حال کو قبول کرتی ہے۔ امید اکثر مستقبل میں رہتی ہے۔

اور کبھی کبھی،

یہ دونوں اتنی گہرائی سے ایک دوسرے میں مل جاتی ہیں کہ ہمیں خود معلوم نہیں رہتا کہ ہمارے اندر اصل میں کیا ہے۔

میں سوچنے لگا کہ میرے صحرا میں کیا اُگ رہا تھا۔

**شاید محبت۔**

**شاید امید۔**

**شاید دونوں۔**

شاید محبت وہ پھول تھی،

اور امید وہ بارش جس کا میں انتظار کرتا رہا۔ میں سمجھتا رہا کہ اگر میں کافی صبر کروں،

کافی سمجھوں،

کافی نرمی دکھاؤں،

تو پھول باقی رہے گا۔

لیکن شاید میں نے خاموشی سے محبت کو ایک ایسے وعدے میں بدل دیا تھا جو کبھی کیا ہی نہیں گیا تھا۔ میں نے کل کا تصور کیا تھا۔ ایسی گفتگو کا تصور کیا جو ابھی ہوئی ہی نہیں تھی۔ ایسے راستوں کا تصور کیا جن پر ہم ابھی چلے ہی نہیں تھے۔ میں نے مستقبل کا تصور اس لیے کیا کیونکہ حال نے مجھے اتنی خوبصورتی دی تھی کہ میں اس پر یقین کرنے لگا تھا۔

کیا یہ غلط تھا؟

میرے خیال میں نہیں۔

صرف اس لیے کہ مستقبل غیر یقینی ہے، امید بے وقوفی نہیں بن جاتی۔

امید اُن طریقوں میں سے ایک ہے جن کے ذریعے انسان غیر یقینی کے درمیان بھی آگے بڑھتا رہتا ہے۔ صحرا عبور کرنے والا مسافر نہیں جانتا کہ بارش کہاں برسے گی۔ وہ صرف اتنا جانتا ہے کہ افق کے کسی پار شاید پانی موجود ہو۔

اور کبھی کبھی،

یہ امکان ہی اسے جلتے رہنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ لیکن امید میں ایک خطرہ بھی ہوتا ہے۔جب امید حقیقت سے زیادہ طاقتور ہو جائے، تو ہم اپنے سامنے موجود چیز کو دیکھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم موجود انسان سے زیادہ اُس مستقبل سے محبت کرنے لگتے ہیں جو ہمارے ذہن میں بنا ہوتا ہے۔ ہم ہر خاموشی کو معاف کرتے ہیں کیونکہ ہمیں امید ہوتی ہے کہ کل مختلف ہوگا۔ ہم ہر فاصلے کو نظر انداز کرتے ہیں کیونکہ ہمیں یقین ہوتا ہے کہ قربت آنے والی ہے۔ ہم انتظار کرتے رہتے ہیں کیونکہ جانا یہ تسلیم کرنا ہوتا ہے کہ ہمارا تصور کیا ہوا مستقبل شاید کبھی آئے ہی نہ۔

مجھے خود سے پوچھنا پڑا کہ کیا میں بھی یہی کر رہا تھا؟

## کیا میں تمہیں دیکھ رہا تھا؟

یا میں وہ مستقبل دیکھ رہا تھا جو میں نے تمہارے گرد بنا لیا تھا؟

یہ سوال تکلیف دہ تھا۔

کیونکہ شاید جواب صرف ایک نہیں تھا۔ شاید میں تم سے محبت کرتا تھا، اور چونکہ میں تم سے محبت کرتا تھا،

اس لیے امید کرتا تھا۔

امید محبت کی ضد نہیں تھی۔

وہ محبت تھی جو کل کی طرف دیکھ رہی تھی۔ لیکن امید خطرناک تب بن جاتی ہے جب وہ حقیقت کو قبول کرنے سے انکار کر دے۔ میں نے دوبارہ صحرا کے بارے میں سوچا۔

صحرا بارش کا خواب دیکھ سکتا ہے۔

بادلوں کا انتظار کر سکتا ہے۔

پانی کی آواز یاد رکھ سکتا ہے۔

لیکن اگر بارش نہ آئے،

تو صحرا ہمیشہ یہ دکھاوا نہیں کر سکتا کہ آسمان پہلے ہی بادلوں سے بھرا ہوا ہے۔

ایک وقت پر،

اسے آسمان کو ویسا ہی دیکھنا پڑتا ہے جیسا وہ حقیقت میں ہے۔

اس کا مطلب ہار ماننا نہیں۔

اس کا مطلب صاف دیکھنا ہے۔

میں نے سمجھا کہ شاید محبت میں پختگی یہ سیکھنا نہیں کہ کسی کو ہمیشہ اپنے پاس کیسے رکھا جائے۔ بلکہ یہ سیکھنا ہے کہ کسی کو خواب بنائے بغیر اسے حقیقت میں کیسے دیکھا جائے۔

**تم کوئی وعدہ نہیں تھے۔**

تم ایک انسان تھے۔

تمہارے اپنے خوف تھے۔ اپنی کمزوریاں تھیں۔ اپنے فیصلے تھے۔ اپنی غیر یقینی تھی۔

اور شاید میں یہ بھول گیا تھا جب میں نے یہ سوچنا شروع کیا کہ تم میری پوری زندگی کے لیے کیا معنی رکھ سکتے ہو۔

میں نے تمہیں حقیقت سے بڑا بنا دیا تھا۔

جان بوجھ کر نہیں۔

دل کبھی کبھی ایسا کر دیتا ہے۔

وہ ایک خوبصورت انسان کو دیکھتا ہے اور اس کے گرد پوری زندگی کی تصویر بنا لیتا ہے۔ پھر جب حقیقت اس کہانی کے مطابق چلنے سے انکار کرتی ہے،

**تو دل الجھ جاتا ہے۔**

لیکن انسان وہ کہانیاں نہیں ہیں جو ہم لکھتے ہیں۔ وہ زندگیاں ہیں جن سے ہم ملتے ہیں۔

اور ان کے فیصلے انہی کے ہوتے ہیں۔ اس حقیقت نے میرے اندر کچھ بدل دیا۔

میں نے یہ پوچھنا چھوڑ دیا:

**"کیا تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو گے؟"**

اور یہ پوچھنا شروع کیا:

**"جب تم میرے ساتھ تھے، تب کیا حقیقی تھا؟"**

یہ سوال مختلف تھا۔

اس میں مستقبل کا مطالبہ نہیں تھا۔ اس میں ماضی کا احترام تھا۔ وہ گفتگو حقیقی تھی۔ وہ احساسات حقیقی تھے۔ وہ لمحات حقیقی تھے۔ وہ خوشی حقیقی تھی۔ یہاں تک کہ خوف بھی حقیقی تھا۔ غیر یقینی بھی حقیقی تھی۔ مجھے یہ ثابت کرنے کے لیے دائمی انجام کی ضرورت نہیں تھی کہ کوئی چیز میرے لیے اہم تھی۔ غروبِ آفتاب صرف اس لیے بے معنی نہیں ہو جاتا کہ وہ ختم ہو جاتا ہے۔ موسم صرف اس لیے جھوٹا نہیں ہو جاتا کہ وہ بدل جاتا ہے۔ اور محبت صرف اس لیے جھوٹ نہیں بن جاتی کہ وہ ہمیشہ کے لیے نہیں بن سکی۔ شاید ہم نے ہمیشہ رہنے کے تصور کو غلط سمجھا ہے۔ ہم سوچتے ہیں کہ اگر کوئی چیز قائم نہ رہے تو وہ ناکام ہو گئی۔ لیکن کچھ چیزیں ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں آتیں۔ کچھ چیزیں ہمیں بدلنے کے لیے آتی ہیں۔

ایک استاد ہماری زندگی میں ایک سال رہ کر کئی دہائیوں تک ہمیں بدل سکتا ہے۔ ایک اجنبی ایک جملہ کہہ سکتا ہے جو برسوں ہمارے ساتھ رہتا ہے۔ ایک لمحہ چند سیکنڈ کا ہو سکتا ہے لیکن پوری زندگی دل میں رہ سکتا ہے۔

## تو محبت کیوں مختلف ہو؟

شاید محبت کی قدر ہمیشہ اس کی مدت سے نہیں ناپی جاتی۔ شاید اس کی گہرائی سے ناپی جاتی ہے۔ میں نے دوبارہ مرجھاتے ہوئے پھول کو دیکھا۔ ایک طویل عرصے تک، مجھے اس کی پنکھڑیوں کے گرنے کا خوف رہا تھا۔ اب میں کچھ اور سمجھنے لگا تھا۔

پھول کھلنے پر معذرت نہیں کرتا۔

وہ یہ نہیں کہتا:

**"مجھے نہیں کھلنا چاہیے تھا کیونکہ ایک دن مجھے بند ہونا ہے۔"**

وہ صرف کھلتا ہے۔دھوپ قبول کرتا ہے۔بارش قبول کرتا ہے۔اور جب موسم بدلتا ہے،

تو وہ بھی بدل جاتا ہے۔

**شاید یہی سبق مجھے سیکھنا تھا۔**

ایسی محبت کرنا جسے لازماً ہمیشہ رہنے کی ضرورت نہ ہو۔ایسی امید رکھنا جو خوشی کے لیے شرط نہ بن جائے۔

یاد رکھنا، مگر یادوں کے اندر قید نہ ہو جانا۔اور کسی خوبصورت چیز کو خوبصورت رہنے دینا، بغیر اسے ہمیشہ ایک جیسا رہنے پر مجبور کیے۔

تو کیا یہ محبت تھی یا امید؟

شاید یہ محبت تھی جس نے امید کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا رکھا تھا۔

شاید یہ ایک ایسا دل تھا جسے صحرا کے درمیان بارش ملی اور اس نے ہمت کی کہ شاید یہ بارش رکنے والی نہیں۔شاید کچھ باتوں میں میں غلط تھا۔اور شاید کچھ میں درست۔لیکن اب مجھے اس راز کو مکمل طور پر حل کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔کیونکہ میں نے اس سے زیادہ اہم چیز دریافت کر لی تھی۔میں نے محبت کی تھی۔

اور کچھ عرصے تک،

میں نے امید بھی رکھی تھی۔اور دونوں نے مجھے بدل دیا تھا۔صحرا اب وہی صحرا نہیں رہا تھا۔اگر پھول غائب بھی ہو جاتا، تب بھی مٹی کچھ سیکھ چکی تھی۔وہ سیکھ چکی تھی کہ وہ بارش قبول کر سکتی ہے۔وہ سیکھ چکی تھی کہ وہ اُگ سکتی ہے۔وہ سیکھ چکی تھی کہ خالی پن اس کی مستقل شناخت نہیں۔اور شاید یہی جواب تھا۔شاید اصل سوال کبھی یہ تھا ہی نہیں:

"کیا یہ محبت تھی یا امید؟"

شاید اصل سوال یہ تھا:

**"میں محبت اور امید کی وجہ سے کیا بن گیا؟"**

میں نے افق کی طرف دیکھا۔ آسمان پر کوئی بادل نہیں تھا۔

لیکن پہلی بار،

میں خالی آسمان سے خوفزدہ نہیں تھا۔

کیونکہ اب میں جانتا تھا:

جس صحرا نے ایک بار بارش دیکھی ہو،

وہ دوبارہ جینا بھی سیکھ سکتا ہے۔

# تمہارے بغیر صحرا

جدائی اور خود کو دوبارہ تلاش کرنا۔

کسی کے چلے جانے کے بعد جو خلا پیدا ہوتا ہے، وہ ایک خاص قسم کا خلا ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ شور نہیں کرتا۔ باہر شاید کچھ بھی نہ بدلے۔ وہی سڑکیں رہتی ہیں۔ وہی آسمان ہر صبح نظر آتا ہے۔ لوگ باتیں کرتے رہتے ہیں۔ زندگی آگے بڑھتی رہتی ہے۔

لیکن تمہارے اندر،

کچھ عجیب طرح سے خاموش ہو جاتا ہے۔

تمہارے بغیر میرا صحرا بھی ایسا ہی تھا۔

شروع میں میں سمجھتا تھا کہ سب سے مشکل چیز تمہیں یاد کرنا ہوگی۔

**میں غلط تھا۔**

سب سے مشکل چیز یہ سیکھنا تھا کہ جب میں تمہیں اُن جگہوں پر نہ پا سکوں جہاں تمہیں پانا میری عادت بن چکا تھا، تو میں خود کون ہوں۔ کچھ عرصے تک ہر چیز مجھے تمہاری یاد دلاتی رہی۔

**ایک گانا۔**

**شام کا ایک خاص وقت۔**

**ایک جملہ۔**

**ایک جگہ۔**

یہاں تک کہ خاموشی بھی۔

ایسا لگتا تھا جیسے تمہاری غیر موجودگی نے جگہ پر قبضہ کرنا سیکھ لیا ہو۔

تم وہاں نہیں تھے،

لیکن پھر بھی،

ہر جگہ موجود تھے۔

میں سمجھنے لگا کہ غیر موجودگی صرف کسی شخص کا نہ ہونا نہیں۔ کبھی غیر موجودگی یاد کی موجودگی ہوتی ہے۔ ذہن بار بار اسی چیز کی طرف لوٹتا ہے جسے دل کھو چکا ہو۔ وہ گفتگو دوبارہ دہراتا ہے۔

وہ لمحوں کو دوبارہ چلاتا ہے۔ وہ انجام بدلنے کی کوشش کرتا ہے۔

"اگر میں نے کچھ اور کہا ہوتا تو؟"

"اگر میں تھوڑا اور انتظار کرتا تو؟"

"اگر میں پہلے چلا جاتا تو؟"

ذہن ماضی کی طرف جانے کے ہزاروں دروازے بنا لیتا ہے، لیکن ان میں سے کوئی بھی ہمیں اصل لمحے تک واپس نہیں لے جاتا۔ میں کافی دیر تک ان دروازوں کے سامنے کھڑا رہا۔

آخر کار،

میں تھک گیا۔

تمہیں یاد کرنے سے نہیں۔

بلکہ گزرے ہوئے وقت کو بدلنے کی کوشش سے۔ تب میں نے دوبارہ صحرا میں چلنا شروع کیا۔

اکیلا۔

اس لیے نہیں کہ میں تم سے پہلے والا انسان بننا چاہتا تھا، بلکہ اس لیے کہ مجھے یہ دریافت کرنا تھا کہ تمہارے بعد میں کون بن چکا ہوں۔

دونوں میں فرق ہے۔

**تم سے پہلے،**

میں سمجھتا تھا کہ صحرا ایک سزا ہے۔

**تمہارے بعد،**

میں سمجھ گیا کہ صحرا ایک ایسی جگہ بھی ہے جہاں انسان دوبارہ اُگنا سیکھ سکتا ہے۔

تم پھول کی پوری حقیقت نہیں تھے۔

**تم بارش تھے۔**

پھول اس لیے اُگا کیونکہ مٹی میں زندگی قبول کرنے کی صلاحیت پہلے سے موجود تھی۔ اس حقیقت نے مجھے خود کو دیکھنے کا انداز بدلنے پر مجبور کر دیا۔

ایک عرصے تک میں سوچتا رہا:

**"تم نے مجھے زندہ محسوس کروایا۔"**

اب میں کہنا شروع کر رہا تھا:

**"تم نے مجھے یاد دلایا کہ میں زندہ تھا۔"**

دونوں جملوں میں ایک باریک سا فرق ہے۔

پہلا جملہ کسی دوسرے انسان کو ہماری زندگی کی تعریف کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ دوسرا اسے یہ عزت دیتا ہے کہ اس نے ہمارے اندر پہلے سے موجود کسی احساس کو جگا دیا۔ میں دوسرے کو چننا چاہتا تھا۔ کیونکہ اگر میں یہ مان لیتا کہ میری پوری زندگی تمہاری موجودگی پر منحصر تھی، تو تمہیں کھونا خود کو کھونا بن جاتا۔ اور میں پہلے ہی بہت کچھ کھو چکا تھا۔ میں خود کو مزید نہیں کھونا چاہتا تھا۔ اس لیے میں اُن چیزوں کی طرف واپس جانے لگا جنہیں میں بھول چکا تھا۔

اپنے خیالات۔

اپنے خواب۔

اپنی خاموشی۔

وہ کتابیں جنہیں کبھی پڑھنا پسند کرتا تھا۔ وہ سوال جو کبھی میرے ذہن میں پیدا ہوتے تھے۔ وہ شخص جو محبت کے ہر خیال کا مرکز بننے سے پہلے میں تھا۔

آہستہ آہستہ،

میں خود سے دوبارہ ملنے لگا۔

یہ عجیب محسوس ہوا۔ جیسے برسوں بعد کسی پرانے دوست سے ملاقات ہو۔ میں نے اسے نظر انداز کیا تھا۔ میں نے اسے کہا تھا کہ انتظار کرے جبکہ میں اپنی دنیا کسی اور کے گرد تعمیر کرتا رہا۔ اب میں اس کے پاس بیٹھا۔ اور اسے سنا۔ اس کے پاس بہت کچھ کہنا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ میں صرف وہ شخص نہیں ہوں جو رکا رہا۔ صرف وہ شخص نہیں جو انتظار کرتا رہا۔ صرف وہ شخص نہیں جسے چھوڑ دیا گیا۔ میں اب بھی ایک انسان ہوں، جس کے سامنے راستے موجود ہیں۔ اور شاید یہی شفا کا آغاز تھا۔

بھول جانا نہیں۔

کسی کی جگہ کسی اور کو لانا نہیں۔

دکھاوا کرنا نہیں۔

صرف آگے بڑھتے رہنا۔

تم نے مجھے بدل دیا تھا۔

میں اس سے انکار نہیں کروں گا۔

لیکن اب میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ تبدیلی صرف نقصان کے نام سے جانی جائے۔ میں چاہتا تھا کہ وہ دانائی بن جائے۔

صحرا مزید خاموش ہو گیا۔ لیکن اس بار، خاموشی نے مجھے خوفزدہ نہیں کیا۔ میں اس میں بغیر اُن قدموں کے نشان تلاش کیے چلنے لگا جو اب وہاں نہیں تھے۔ میں نے آسمان کو بغیر بارش کی توقع کے دیکھنا شروع کیا۔ اور عجیب بات یہ تھی کہ، آسمان اب بھی خوبصورت تھا۔

میں غروبِ آفتاب دیکھتا،

لیکن یہ خواہش نہیں ہوتی تھی کہ کاش اسے تمہیں بھیج سکتا۔ میں گانے سنتا، لیکن ہر بول کو تمہاری یاد میں تبدیل نہیں کرتا تھا۔ میں اکیلا بیٹھتا، لیکن تنہائی کو خود بخود اپنا دشمن نہیں سمجھتا تھا۔

میرے اندر کچھ بدل چکا تھا۔

**میں اکیلے ہونے اور نامکمل ہونے کے درمیان فرق سیکھ رہا تھا۔ دونوں ایک چیز نہیں ہیں۔ اکیلا ہونا ایک حالت ہے۔ نامکمل ہونا ایک یقین ہے۔**

اور اب میں یہ یقین نہیں رکھنا چاہتا تھا کہ مجھے مکمل کرنے کے لیے کسی دوسرے انسان کی ضرورت ہے۔

پھول بھی بدل چکا تھا۔

کچھ پنکھڑیاں گر چکی تھیں۔

لیکن جڑیں باقی تھیں۔

اور شاید جڑیں پنکھڑیوں سے زیادہ اہم ہوتی ہیں۔

پنکھڑیاں وہ ہوتی ہیں جو دنیا دیکھتی ہے۔ جڑیں وہ ہوتی ہیں جو کسی چیز کو اُس وقت زندہ رکھتی ہیں جب کوئی اسے دیکھ نہیں رہا ہوتا۔ اب میری بھی جڑیں تھیں۔

**کچھ درد نے دیں۔**

**کچھ محبت نے۔**

اور نقصان نے انہیں مزید گہرا کر دیا۔ اب مجھے صحرا سے خوف نہیں تھا۔ میں اس میں سے گزر چکا تھا۔ میں نے بارش دیکھی تھی۔ میں نے خشک سالی دیکھی تھی۔

میں نے امید جانی تھی۔

میں نے خوف جانا تھا۔

میں نے محبت جانی تھی۔

اور میں نے غیر موجودگی بھی جانی تھی۔ ان میں سے کسی نے مجھے ختم نہیں کیا۔ یہ سب میرے وجود کا حصہ بن گئے تھے۔

ایک شام میں وہاں کھڑا تھا جہاں پہلی بار پھول نمودار ہوا تھا۔ زمین دوبارہ خشک تھی۔ لیکن وہ خالی نہیں لگ رہی تھی۔ مجھے احساس ہوا کہ دور سے خالی پن اور امکان ایک جیسے دکھائی دے سکتے ہیں۔ زمین کا ایک بنجر ٹکڑا مردہ بھی ہو سکتا ہے۔

یا شاید وہ صرف ایک نئے موسم کا انتظار کر رہا ہو۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ میری اگلی زندگی کا موسم کیا لائے گا۔

**پہلی بار،**

مجھے یہ جاننے کی ضرورت نہیں تھی۔ اب میں کسی کے واپس آنے کا انتظار نہیں کر رہا تھا کہ وہ آکر مجھے بتائے کہ میری زندگی کا مطلب کیا ہے۔

میں خود فیصلہ کر سکتا تھا۔

شاید تم ہمیشہ میری کہانی کا ایک باب رہو گے۔ شاید کچھ ابواب دوبارہ لکھنے کے لیے نہیں ہوتے۔

**وہ پڑھے جاتے ہیں،**

**سمجھے جاتے ہیں،**

اور خاموشی سے اپنے ساتھ رکھ لیے جاتے ہیں۔

مجھے تم سے نفرت نہیں تھی۔

مجھے اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔

محبت ہمیشہ غصے پر ختم نہیں ہوتی۔

کبھی وہ سمجھ پر ختم ہوتی ہے۔

کبھی سب سے بڑی **الوداع** یہ نہیں ہوتی:

"مجھے اب تمہاری پرواہ نہیں۔"

بلکہ یہ ہوتی ہے:

**"مجھے پرواہ ہے، لیکن میں تمہارے بغیر بھی آگے بڑھ سکتا ہوں۔"**

یہی وہ جملہ تھا جسے میں سیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اور جب میں نے آخرکار اسے سمجھ لیا، تو صحرا کچھ کم تنہا محسوس ہونے لگا۔ میں نے افق کی طرف دیکھا۔

نہ بارش تھی۔

نہ قدموں کی آواز۔

نہ کوئی مانوس آواز۔

صرف ایک کھلی ہوئی راہ تھی۔

اور پہلی بار،

وہ میرے لیے کافی تھی۔ میں نے پہلا قدم اٹھایا۔ تم سے دور جانے کے لیے نہیں۔ تمہاری طرف جانے کے لیے بھی نہیں۔ بلکہ اپنی طرف واپس آنے کے لیے۔

اور میرے پیچھے کہیں، وہ پھول موجود تھا۔ بدلا ہوا۔ زخموں کے نشان لیے ہوئے۔

شاید پہلے سے چھوٹا۔

لیکن زندہ۔

کیونکہ کبھی کبھی،

اس بات کا سب سے بڑا ثبوت کہ محبت واقعی موجود تھی،

یہ نہیں ہوتا کہ کوئی شخص ہمارے ساتھ رہا۔ بلکہ یہ ہوتا ہے کہ

اس کے چلے جانے کے بعد بھی ہمارے اندر کچھ ایسا زندہ رہ گیا جو جینا سیکھ گیا۔

# وہ پھول جو باقی رہا

جب محبت ختم ہو جائے، مگر اس کا مطلب باقی رہے۔ کچھ اختتام ایسے ہوتے ہیں جو بند ہوتے ہوئے دروازوں جیسے محسوس ہوتے ہیں۔ اور کچھ اختتام ایسے ہوتے ہیں جو کھلتی ہوئی کھڑکیوں جیسے ہوتے ہیں۔ ایک طویل عرصے تک میں سمجھتا رہا کہ محبت کا اختتام اُس سے پیدا ہونے والی ہر چیز کی موت ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ جب بارش رک جائے گی تو پھول کے باقی رہنے کی کوئی وجہ نہیں ہوگی۔

لیکن میں غلط تھا۔

کچھ پھول بارش کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔

کچھ **خشک سالی** کے بعد بھی۔

اور کچھ اُن ہاتھوں کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں جنہوں نے کبھی انہیں بچانے کی کوشش کی تھی۔ پھول باقی رہا۔ وہ بالکل ویسا نہیں تھا جیسا پہلے تھا۔ اس کی پنکھڑیاں بدل چکی تھیں۔ کچھ گر چکی تھیں۔ اس کے رنگ مدھم ہو گئے تھے۔ اس کے تنے پر مشکل موسموں کی یاد باقی تھی۔

لیکن مٹی کے نیچے،

اس کی جڑیں اب بھی زندہ تھیں۔

اور شاید یہی سب سے بڑا سبق تھا جو صحرا نے مجھے دیا تھا۔ محبت ہمیشہ ایک شخص کی صورت میں باقی نہیں رہتی۔ کبھی وہ ہمارے اندر آنے والی تبدیلی کی صورت میں باقی رہتی ہے۔

تم اب میرے پاس نہیں تھے۔

وہ گفتگو اب یادیں بن چکی تھی۔

انتظار ختم ہو چکا تھا۔

سوالوں میں اب وہ بے قراری نہیں رہی تھی۔

اور پھر بھی،

کچھ باقی تھا۔

نہ ملکیت۔

نہ توقع۔

نہ پہلے جیسی تڑپ۔

بلکہ کچھ زیادہ خاموش۔

کچھ زیادہ گہرا۔

شکرگزاری۔

میں سمجھنے لگا کہ ہر وہ شخص جو ہماری زندگی سے چلا جائے، ضروری نہیں کہ ہمارا دشمن بن جائے۔ کچھ لوگ زخم چھوڑ جاتے ہیں۔

کچھ سبق۔

کچھ یادیں۔

اور کچھ ہمارے اندر ہمارا وہ روپ چھوڑ جاتے ہیں جس کے وجود سے ہم پہلے واقف ہی نہیں ہوتے۔ تم ایک پھول چھوڑ گئے تھے۔ شاید تمہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ تم نے اسے لگایا ہے۔ شاید مجھے بھی معلوم نہیں تھا کہ میرے اندر اسے اُگانے والی مٹی موجود ہے۔ لیکن تمہارے آنے اور تمہارے چلے جانے کے درمیان کہیں،

میرے اندر کسی چیز نے کھلنا سیکھ لیا تھا۔

وہ پھول اب میرا تھا۔

تمہارا نہیں۔

اس لیے نہیں کہ میں نے تم سے کچھ چھین لیا تھا، بلکہ اس لیے کہ ہر تجربہ آخرکار اُس انسان کا حصہ بن جاتا ہے جو اسے جیتا ہے۔ میں بارش کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا تھا۔ میں موسم کو نہیں روک سکتا تھا۔

میں اُس شخص کو بھی نہیں روک سکتا تھا جو بارش لے کر آیا تھا۔ لیکن میں اُس چیز کو اپنے اندر محفوظ رکھ سکتا تھا جسے بارش نے جگایا تھا۔

محبت کی یہی عجیب خوبصورتی ہے۔

ہم اکثر محبت میں یہ سوچ کر داخل ہوتے ہیں کہ سب سے بڑا تحفہ وہ شخص ہے۔

بعد میں،

ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھی اس سے بھی بڑا تحفہ یہ ہوتا ہے کہ

ہم اُس محبت کی وجہ سے کیا بن گئے۔

میں زیادہ صابر ہو گیا۔

**خاموشی کو زیادہ سمجھنے لگا۔**

دلوں کے ساتھ زیادہ احتیاط سے پیش آنے لگا۔ اپنے احساسات کے ساتھ زیادہ سچا ہو گیا۔ میں نے سیکھا کہ لوگ مختلف انداز میں محبت کرتے ہیں۔ کہ خوف کبھی فاصلے کا روپ اختیار کر لیتا ہے۔ کہ خاموشی درد چھپا سکتی ہے۔ کہ امید کبھی وابستگی بن سکتی ہے۔ اور یہ کہ کسی کو چھوڑ دینا ہمیشہ اسے بھول جانا نہیں ہوتا۔

کبھی اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ

ماضی کو یاد رکھو، لیکن اس سے واپس آنے کا مطالبہ نہ کرو۔ اب میں افق کی طرف تمہارا انتظار کرتے ہوئے نہیں دیکھتا تھا۔

افق اب میرے لیے کچھ اور بن چکا تھا۔

اب وہ ایسی جگہ نہیں تھی جہاں میں کسی کا انتظار کرتا۔ وہ ایک ایسی سمت تھی جہاں میں خود جانے کا تصور کرتا تھا۔

یہ آزادی تھی۔

ماضی کو بھولنے والی آزادی نہیں، بلکہ ایسی آزادی جس میں آگے بڑھنے کے لیے ماضی کے بدلنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

صحرا اب بھی صحرا تھا۔

میں نے اسے اچانک باغ میں تبدیل نہیں کر دیا تھا۔ اب بھی خشک دن آتے تھے۔ اب بھی تنہا راتیں ہوتی تھیں۔ اب بھی کبھی کوئی پرانی یاد اچانک سامنے آجاتی تھی۔ شفا نے ماضی کو مٹا نہیں دیا تھا۔ اس نے ماضی کے ساتھ میرا تعلق بدل دیا تھا۔ اب میں یاد کر سکتا تھا بغیر ڈوبے۔ میں تمہیں یاد کر سکتا تھا بغیر واپس جانے کے۔ میں اُس چیز سے محبت کر سکتا تھا جو کبھی تھی، بغیر یہ مطالبہ کیے کہ وہ دوبارہ وہی بن جائے جو اب نہیں تھی۔

شاید یہی بڑا ہونا ہے۔

درد سے بالکل بے اثر ہو جانا نہیں،

بلکہ درد سے بڑا ہو جانا۔

ایک صبح،

میں دوبارہ اُس جگہ گیا جہاں پہلی بار وہ پھول اُگا تھا۔ مجھے توقع تھی کہ وہاں صرف خشک مٹی ہوگی۔

لیکن صبح کی روشنی میں، مجھے کچھ چھوٹا سا دکھائی دیا۔

**ایک پھول۔**

وہی پرانا پھول نہیں۔

وہی موسم نہیں۔

لیکن زندہ۔

میں خاموش کھڑا رہا۔

اور اچانک،

مجھے سمجھ آگئی۔

وہ پھول صرف تمہارے بارے میں نہیں تھا۔ وہ صرف میرے بارے میں بھی نہیں تھا۔ وہ دو زندگیوں کے ملنے کے بارے میں تھا۔ بارش اور مٹی کے بارے میں۔ لمحے اور اس کے معنی کے بارے میں۔ کچھ ملاقاتیں ہمیشہ بننے کے لیے نہیں ہوتیں۔ وہ اُس انسان کا حصہ بننے کے لیے ہوتی ہیں جسے ہم اپنی ہمیشہ کی زندگی میں ساتھ لے کر چلتے ہیں۔

میں مسکرایا۔

اس لیے نہیں کہ سب کچھ ویسا ہی ہوا جیسا میں کبھی چاہتا تھا۔ ایسا نہیں ہوا تھا۔ میں اس لیے مسکرایا کیونکہ اب مجھے ایسا ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ ماضی اب مجھ سے اپنے مسائل حل کروانے کا مطالبہ نہیں کر رہا تھا۔ مستقبل اب مجھے خوفزدہ ہونے پر مجبور نہیں کر رہا تھا۔

اور حال،

پہلی بار،

کافی محسوس ہو رہا تھا۔

میں نے پھول کو دیکھا اور سوچا:

شاید محبت ہمیشہ اُس شخص کا نام نہیں جو ہمارے ساتھ رہتا ہے۔

شاید کبھی محبت یہ ہمت ہے کہ کسی خوبصورت چیز کو خوبصورت رہنے دیا جائے، بغیر اس کے اختتام کو نفرت میں بدلنے کے۔ شاید محبت کسی کو یاد رکھنا ہے بغیر اسے اپنا بنانے کی خواہش کے۔ شاید محبت بغیر توقع کے شکرگزاری

ہے۔ شاید محبت یہ اجازت دینا ہے کہ کوئی ہماری زندگی کا ایک باب بن جائے، بغیر یہ مطالبہ کیے کہ وہ پوری کتاب ہی بن کر رہے۔

اور شاید محبت کی سب سے گہری شکل یہ ہے:

کسی کے لیے سکون کی دعا کرنا،

چاہے اب اس کا راستہ ہمارے راستے کے ساتھ نہ چلتا ہو۔

صحرا نے مجھے بہت کچھ سکھایا تھا۔ اجنبی نے تجسس سکھایا۔ پہلی بوند نے امکان سکھایا۔ پھول نے نرمی سکھائی۔ محبت کے پانی نے نشوونما سکھائی۔ کھو دینے کے خوف نے وابستگی سکھائی۔ واپس آنے والی یادوں نے معافی سکھائی۔ خاموشی نے گفتگو کی اہمیت سکھائی۔ مرجھاتے ہوئے پھول نے قبول کرنا سکھایا۔ محبت اور امید کے سوال نے دانائی سکھائی۔ تمہارے بغیر صحرا نے مجھے خود کو تلاش کرنا سکھایا۔

اور اب،

وہ پھول جو باقی رہا،

اس نے مجھے اس سے بھی بڑی حقیقت سکھائی:

میں صرف صحرا نہیں تھا۔

میں مٹی بھی تھا۔

میں بیج بھی تھا۔

میں بارش کے امکان کا حامل بھی تھا۔

اور جب بارش رک گئی،

تب بھی میں باقی رہا۔

شاید یہی وہ بات ہے جسے ہر انسان کے دل کو آخر کار سمجھنا ہوتا ہے۔ ہم اُن لوگوں سے تشکیل پاتے ہیں جن سے ہماری ملاقات ہوتی ہے، لیکن ہم اُن کی موجودگی کی ملکیت نہیں ہوتے۔

ہم کسی کو کھو سکتے ہیں،

بغیر اُس ہر چیز کو کھوئے جو اس شخص نے ہمارے اندر جگائی تھی۔ ہم ایک باب سے آگے بڑھ سکتے ہیں، بغیر پوری کہانی کو ختم کیے۔ ہم محبت کو اپنے اندر رکھ سکتے ہیں، بغیر انتظار کا بوجھ اٹھائے۔ اور ہم یاد رکھ سکتے ہیں، بغیر یادوں کے قیدی بنے۔ سورج اب مزید بلند ہو رہا تھا۔ ہوا کے ساتھ پھول آہستہ آہستہ ہل رہا تھا۔ میں نے اسے چھوا نہیں۔ میں نے اسے آنے والے موسموں سے بچانے کی کوشش نہیں کی۔ میں صرف اسے دیکھتا رہا۔

کیونکہ اب میں سمجھ چکا تھا:

کسی پھول سے محبت کرنے کے لیے اسے ہاتھ میں پکڑنا ضروری نہیں۔

کبھی کبھی،

کسی چیز سے محبت کرنے کا سب سے پاکیزہ طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اسے آزادی سے موجود رہنے دیا جائے۔ میں کھلے ہوئے صحرا کی طرف مڑ گیا۔ بارش کا کوئی وعدہ نہیں تھا۔ کل کی کوئی ضمانت نہیں تھی۔ صرف ایک راستہ تھا۔ لیکن اب مجھے خوف نہیں تھا۔

میں چل پڑا۔

اور میرے پیچھے،

وہ پھول باقی رہا۔

نہ زخم بن کر۔

نہ پچھتاوا بن کر۔

نہ ایک سوال بن کر۔

بلکہ ایک خاموش یاددہانی بن کر۔

یہ یاددہانی کہ کبھی،

ایک بے انتہا صحرا کے درمیان، کچھ خوبصورت اُگا تھا۔

اور شاید،

اتنا ہی کافی تھا۔ کیونکہ کچھ پھول ہمارے ہاتھوں میں ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں ہوتے۔ وہ ہمیشہ رہنے کے لیے ہوتے ہیں،

ہمارے دلوں کے اندر۔

==========================================================

**کتاب ختم ہو گئی ہے، مگر کہانی ابھی باقی ہے۔**

**یہ محض ایک فریب تھا کہ میں نے دوبارہ چلنا سیکھ لیا تھا؛ حقیقت تو یہ ہے کہ تمہاری محبت کے آبِ حیات کے بغیر، مجھ سے ایک قدم بھی اٹھایا نہ جاتا تھا**